

ضد حق اور مدد اور شجاعت اور خیا اوستی راضی ہی خدای دوسرا ۛ	ہی انہیں چارون ہی دین کو آرا اور خوش بین ہون ہی حضرت مصطفیٰ
تو ہی جان دل ہی ہی آسہ اداب جو کوئی پر حق دان ہی ہوا ۛ	رہ خدا و پیر سدا ہر روز و شب ہی وہ مرد و وجہ اب کسب

اس داستان میں تبرکایان حضرت پیر و مرشد برحق عارف نور مطلق
شیخ الشیخ والاولیا حضرت مولانا اولانا قطبایان دو آب
نور الاسلام حضرت خداوند مہیا بخینو نور محمد جنی انوی نوروی
نور الہد مرقدہ و روح الہد و روح القویض حق میں سترہ آیتیں

نام ہی مرشد کے ای آمداد آ سرور عالم شہ دنیا و دین ماہی دریای توحید خدا ۛ	دی زبان دل کو اب کچھ فائق عاشق و معشوق رب العالمین منظر حق مصدر سچو خدا ۛ
واقع اسرار حق دانائے راز شاہ دین سرخیل جہلہ اولیا پیشوا ہی شاہ شامان جہان ۛ	بی نیاز عالم سی حق سی پانیان تاج بخش اصفیا و انقیاب مقتدا ہی جان جان جہان
برہنای زبذہ ارباب علم حامی دین متین خیر الامم اختر حریج ہدایا عطا	رہبر ہر قدوہ اصحاب علم دامع بدعات و کین کفر و ظلم بھر علم معرفت بخش الہد

قند ارباب و اصحاب یعتین
 یعنی پیر اور مرشد اور مولائیک
 حضرت نور محمد اولیا نور و نور
 ہیں ہیشک مظہر انوار حق
 و یکہ نگ جلوہ فرما اوس نور کا
 ساری عالم پر ہی اوسکا پرتوا
 جسکی سر پر خاص سایہ اوسکا ہو
 خاص جلوہ کی چک بسپر سے
 چشم رحمت سی نظر بسپر کرے
 پرتوہ اوس نور کا بسپر پڑا
 پرتوہ نکا اوسکی کیا ہو وی بن
 الکی اونکی ذر وئی ذرہ مثال
 کیونکہ ہین یہ کسب نور شیلان
 اسمین و سین فرق ہی پس بی شمار
 روشنی سی اکی ہو دنیا کا کار و
 دیکھ لی ہی چشم دل کی کھول کر
 پاہنی بجاو اگر وصل خدا تر

کعبہ عباد و اولیاء دین
 حضرت نور محمد نیک سپہ
 پیر و مرشد ہین مری اور سہیا
 سرسی پانگ مصدر انوار حق
 جس سی ہی پر نور یہ دو نور ا
 کونسی جاوہ ہین جلوہ نما
 ملک غیبی کا ہو سلطان و
 چرخ غیبی کا ہو اماہ جلی
 قطرہ سی دریا ہو وہ پل مارستے
 ہو گیا ذرہ سی خوشید ضیا
 ہی ہر اک و ہین سی غور شیلان
 ہی یہ خوشید فلک بی قیل و قال
 دور یہی آفتاب آسمان و
 اس سی حاصل کار غیر اور اس سی یا
 نور سی اونکی ہو حاصل وی یار
 ہر جگہ نور محمد جلوہ گر
 سایہ نور محمد ہین نور آ

عکس سے اوس فرنگے تہا ای پسر
 انفرض جمع راد حق مطلوب سے
 گرچہ یہاں سی کر گئی ہیں انتقال
 بلکہ سوچند اوس سی ہی نور و نسیا
 اب تو بیشک وہ سراسر نور سے
 سال تلیرغ تولد اور وفات
 جب ہوا پیدا وہ نور بمعرفت
 ہجرت نبوی کا ای فرخندہ قال
 بارہ سوا گنسٹہ میں کر کے انتقال
 جسکو ہووی شوق دیدار خدا
 مولد و مرقد شریف اونکا پسر
 اگر نہ آوی تجھ کو کوری سی نظر
 شہر چخانہ ہی اک جایی ہدا
 مولد پاک آپکا ہی اور ہزار
 متصل اوس شہر کے ای نیکنام
 بنید مجہد وہی نام شریف
 پاس اوس مرقد کی قبلہ رخ ہی

شہر چخانہ
 شہر چخانہ

ردی جاتان پسر سے تیری نظر
 جا قدم لے دوڑ میری پیر کے
 فیض یلین ہی ولی اونکا جمال
 کیونکہ پردہ جسم کا ہی اوڑھ گیا
 نور سے سایہ سی بالکل دور سے
 اونکی دو نو مجہدی سن انیکلات
 شبلیہ دوران افہم کی صفت
 بارہ سوچر تہا زیادہ ایک سال
 اس جہان سی جاسٹے باؤ واکمال
 اوسکی مرقد کی کری زیارت وہ جا
 خلق میں روشن ہی چون حسن قمر
 پوچھ لے مجھ سے قیاب ای جتہر
 مسکن وادای اوس طاب کا
 اوس جگہ توجان سے لای ہوشیا
 ہی عجیب لچپ درگاہ نام
 ہی مکان بس عجیب بس لطیف
 ہی زیارت گاہ میرے پیر کی

اوس گاہی مرقد پاک جناب
 اعتقاد دل سی جو جاوی وہاں
 دیکھتی ہی اوس کے مجکو ہی یقین
 کرتی ہی زیارت مزار پاک کے
 کیون پہری ہی جا بجا سر مارتا
 جو نہ قدرت تجھی اوس نورنگ
 ہیں بہت اونکی خلیفہ اور مرید
 ہیں مرید اور طالب اونکی بشمار
 لیکہ از کماستہ دیکھی ہی وہ پڑ
 اونکار تہ کب تجھی آوے نظر
 الغرض گر تجکواب منظور ہے
 طالبی اوق ہی جو تو اسی میان
 راہ حق تجکواگر مطلوب ہے
 ہیں خلیفہ آپکی چند اک وہاں
 فیض اونکا عام ہی اک خلق پر
 صحبت اونکی جان پارس آفتا
 ہی نگین استدرادن کے اثر

سہرچکاتی ہیں جہان سستنج و سب
 اوسپسب اسرار باطن ہونین
 اوسکو ہو ویدار رب العالمین
 ہو وین ظاہر اوسپسب اسرار خفی
 سایہ نور محمد میں تو آ
 اوسکی خلفا کی توجا وامن سلی
 پاسکی ہی اونکو کب تو اسی معید
 جنگی برکت ہی جہان میں آشکار
 چشم دنیا دل مصفا جسے جو
 ہو رہی تو تو بالکل سب البصر
 دون پتا بعضیوں کا ادھن ہی
 دون بتا خانہ کائنات اونکی نشان
 قصبہ تہانہ ہوں کا راہ لے
 نور سی جنگی ہی روشن سچاں
 چہور گہرا اور جلد لی جا اونکا در
 جنگی ملنی سی ہو سخی خالص طلالہ
 سنگریزہ جس ہی ہو رشک قمر

قصیدہ
 خلیفہ
 مرید

دیکھتی ہی اونکی دم میں ای انھی
اسطرحتی چھوڑ کر مردان مزد
ہین غلیفہ اون کی گرہ بی شمار
اونہیں سی دوشخص میں اہل خدا
نیز بوج کرم ماہ عطا ہو
صاحب ارشاد و تلقین و ہدا
عالم وزابد ولی اہل مقام
یعنی ہین حافظ محمد منا میں ہ
دوسری شیخ محمد مولوی
بحر ہی متواج ذونو علم کا
وصف اونکا ہو سکی کسی ادا
مجمع البحرین ہین عسرفان کی
دیکھنی کو حق کی یہ اکہیں ہین دو
دیکھنی کو مصحف رخسار جان
لکاشی کی ہین دوشمس و قمر
شمع دو ہاتھو ہین دیکھ ہین ترے
اسپہ ہی پھر تو اگر انداز رہی

سو بوس کا بت پرت ہو وہی کو
چہا متا پرتا ہی کیوں عالم میں گرد
لیکھ اونہیں سی ہین دو عالی وقار
ماہ ہج معرفت شمس الضحا
گو ہر درج بقسم بحر سنا
عاشق حق نائب خیر الوزا
مستقی و پارساہ ذنیکنام
فیض کی طالب ہین جنبی علی صہب
علم وزید اونکا ہی عالم پر علی
ظاہری و باطنی و با اہستہ
بحر عرفان کی ہین دونو آشنا
جنبہ باغ و دوجہان سرسبز
بی حجاب ہو دیکھ ان سی یار کو
چشمہ صیفا ہین دونو اکیان
نوری دیکھ اونکی روزی سینہ
راہ سیدی انسی اتو دیکھنی
قمر گراہی ہین جانی شک پری

مناجات بحساب یاری نقالی

اپنے کو پہ کا ذرا رستہ بتا	انکی برکت سی بھی بھی پا خدا
کوی فرقت میں رہا میں ہی پڑا	ساتھ کا میری ہر اک واصل ہوا
دور محکوم ڈال کر مت کرتا	میں ہی تو اوس شور کا سایہ ہوں
کنش بردار ہوں گرا دوس لگا	گرچہ نالائق ہوں بدکار اور بُرا
تیرا کہلا سکے کہاں جاؤں خدا	نیک ہوں یا بد پہلا ہوں یا بُرا
دوسرا در محکوم اب ملتا نہیں	مناوٹھا دولت سی اس وزی کہیں
پرچہ پڑو نہ نکا کبھی میں تیرا در	اپنی رحمت سی بکلا پا دور کر
پر نہ محکوم تجھ سے سوا ہے دوسرا	جیسی ہیں بندے تری سب انتہا
اور نیکر دولت گندے شرمسار	دی کی عزت پہر مجھی مت کر تو خوار
ہاتھ سی تیری ہو جو ہوا در بسر	مت مٹا مجھ پہ کر شیطان و قس
پر نکر شرمندہ آگے اور سکے	تجھ سے شرمندگی بس مجھے
ایک مدت تک رہا میں دور تر	شامت لٹال سی اپنی اگر تو
اب جو آیا ہوں تو محکوم بخش سکے	ہو کی قائل اپنی تقصیرات سے
تیری آگی عجز وزاری کے ہوا	کیا کروں میں عند تقصیر اسکا
مانگتا ہوں تجھ سے شکر ای خدا	اے وزاری سی اوٹھا دست دعا
اور کی خواہش اب کرتا ہوں	تجھ کو ہی تجھ سی طلب کرتا ہوں

نے گدائی تاجدار سی چاہتی
 کر مجھے یوں اب مئی الفت سنت
 دی مجھی اب ہوش یارب ہقدر
 ذکر ہو وی تو تیرا ہو وی سدا
 غیر تیرے جو ہو دل سی دور ہو
 فکر باطل دل سے مے سر دور کر
 وی تر ب ایسی تو اپنی عشق کی
 شغل ہو دور و غم کی جام سی
 دور و غم کر اسقدر یارب عطا
 سینہ بریان چشم گریان جانب
 کر غنایت بخود ی اب محکوم و
 درد الفت دہ اب دل کو مرے
 خاک اہ درد زندان کر مجھے
 دمی ہ گر یہ کو مگر شور اسی غفور
 تاکہ کہ دون غرق اوسین بغیر کو
 کر عطا ایسی طہن دل کو مرے
 داغ دل ہی کر مجھے مانج و بہار

پرتیری کو چہ کی خواری چاہتی
 جس سی ہو وین خیال غیر ست
 تجھ پہ دیوانہ رہوں آہوں پہر
 فکر ہو وی تو تیرا ہو وی سدا
 تیرے الفت سی یہ دل معمر ہو
 منظر انوار سے پر نور کر
 ایک دم آرام نے پاؤں کہے
 اکر دن بیہوش زمین آرام سے
 جو کہ و کبی محکوم می تکتیو بہا
 عشق میں کہنوں سدا رنج و غم
 اکو کہو کہ میں پاؤں آپ کو
 درد میری کو دوا ہو در دے
 جان بریان دلا حیران کر مجھے
 جس سی ہر چا چشم طوفان کا تنور
 ماسوا دل سے کہ جو کچھ ہو سو ہو
 ماسوا جانان کی سب کو ہو نگہ
 تاکہ آویسی سیر کو وہ گلخدار

خانہ دل کو مری ویران کر
 زنگ غیر آئینہ دل سی دور کر
 دام الفت میں پھنسا کر جلد تر
 جام وحدت نہی جھی یون صحت کے
 دوست سی کر پر نہ یون لحم پوست
 دی رنای مجبویا رب آپ سی
 کر جگہ دل کے یون دل میں میر
 ہر رگ پی میں سما و مثل جان
 ماؤں کا مرکز دل سی دور ہو

گنج الفت اس میں بہر دی سیر
 تاکہ دیکھوں اس میں روی تہیہ
 دو جہان کی قید سی آزاد کر
 حرف غیرت کا ہو دل سی بدر
 پوست سی باہر نہ نکلے غیر پوست
 آکھو اپنی بین پاؤں ہی سبب
 غیر کی او میں گنجائش ہے
 دور ہو حرف دوی از در میان
 تو ہی تو باقی رہی تن نور ہو

اس میں بیان ہی لطف و احسان کی حضرت مولانا ہدینا و مرشدنا قلی
 میان و آب نورا اسلام حضرت اویم مولوی محمد قاسم کاکاؤ
 چہنگارہ پیارہ پیراہ رویہ ام المہر شہتی نوری عفی اللہ عنہما نو تو ی

عبود نور محمد نے اب آ
 خود کہا برق تجلی کا جلال
 او دیکھ کر اوس شعلہ رو کی بہار
 اون شرار و نکو اجازت دوں اگر
 دیکھتی ہی لالہ رخ کی پہچن

دو جہان سی مجکو فارغ کر دیا
 بحر من تہن مری دی اگل ڈال
 ہر بن موسی مری نکلے شیراز
 خاک کر دیگی ماسوا کی پہچان کر
 داغ دل سی ہو گیا بارغ و چمن

پہنسن گیا جو اوس کے دام زلفین
 ہتی شب معراج فی ن زلف تھی
 بحر عرفان لطف سی اوس کے
 ایک چشمہ سی جو اوس کے کہل و
 اک حباب اوس بحر کا ہی یہ سما
 گرد کہاؤں اوس کا در شاہوار
 جو دکھاؤں اوس تجلی کی چمک
 یہ رہی نہ وہ رہی نہ میں نہ تو
 بل نہ حرف نہ ہو رہی پہر جان تو
 اس جگہ خاموش رہنا چاہئے
 رکھ قدم آدا اسجا تہام تہام
 لطف احسان اوس کا لکھ سکتا ہی
 دیکھ بہان متا دم آدا اداب

دو نو عالم سے ہوا آزاد میں
 جو تجلی پای او سین نور کی
 موجزن آدا کے سینہ میں ہی
 غرق اوسین دو نو عالم کو کروں
 ایک فردی یہ خود اوس نور کا
 دو چہان کو اوس پہ کرؤ انون شمار
 پہونکدی ناہی سی لیکراہ ملک
 نہ تجلی نہ چمک جز فوات ہو
 ہو ہی ہو باقی رہی خود ہو ہی ہو
 سرباطن مت نہ بائیر لائے
 غور فہم عام پر کر والسلام
 سر قلم کا ہی تسلیم اس باب
 بندہ ہو کر حق سی کر حق کو طلب

ذوق شوق محبت الہی کے بیان میں

ای خدای مالک ہر دوسرا
 تیری دوری سی بہت یتاب ہوا
 یہ قرار سی ہی بہت اسی کبریا

درد فرقت سی میرا دل ہی میرا
 رنگ پر چون ماہی بی آب ہوا
 دھونڈنی تجھ کو کہاں جاؤں بتا

تو ہی بلا اپنی مجھ کو راہ
 بن بلای تیری ای شاہ جهان
 واسطی اپنی ذرا صورت دکھا
 اس دوی کی کر دیا دورا ستدر
 بحر وحدت سی مجھی لاکر نہاں
 دور کے مجھی کثرت کی حجاب
 تاکہ قید و من سی چھوٹ کر
 پھیر اپنا اوسکو کر کے راہ بر
 وہ ہی تو اکی وقت تھا ای کسیرا
 بحر وحدت میں یہ جان تھی غوطہ زن
 ملک میں ہستی کی ای امداد
 قید مستی میں نہیں تو اسقدر
 عہد و پیمان جو کئی تھی تو فی و مان
 عہد و پیمان توڑ کر انہی بی وفا
 جسے پیدا کیا تھا تجکو یار و

جس سی پہونچون تجھ تک ای پادشاہ
 تجھ تک میں پہنچ سکتا ہوں کہاں
 تاکہ جی قید و دوی سی چھوٹ جا
 آپ کی بھی میں نہیں رکھتا خبر
 ڈالا یوں کثرت میں ای جان
 جلوہ وحدت دکھا تجکو شتاب
 اصل سی اپنی کہیں پاؤں خبر
 تجھ تک پہونچون کہیں ای با خبر
 جز وجود پاک کی کوئی نہ تھا
 کچھ دوی کا تھا نہ وہاں سرچ و خور
 گم کیا ہی آپ کو تو نے بہلا
 اصل کی اپنی نہیں تجھ کو خبر
 کچھ سی اونسی یاد رکھتا ہی یہاں
 راہ سی بی راہ ثواب ہو گیا
 وہ کیا ہر گز نہ تو فی اختیار

یہ بیان مضمون کتاب بن حلاوی کا کہ تصنیف بہا الدین علی کی بنی
 سن تو ای شکستہ پیمان و شریعہ
 اور ای گم کردہ راہ و مستقیم

گوش جان سی سن تو بیل نی ا
 ہی یہ بیل یار کے گلزار کے
 آفرین ای بیل بستان جان
 آفرین بیل بستان ہے
 قاصدا جلدی خبر بجو سنا
 مجھے افسی ہی ہی ہ دلبرتا
 یا ہمیشہ ہجر پر مبرور ہے
 آفرین ای پیکر رخ فال من
 آفرین ای بیل خوشخوان تجھی
 ہن نواتین کیا تری آتش ہر
 سوز دل سی میری یا آہ و فغان
 آفرین ای ہر ہر شہر سبا
 آفرین ای طوطے شکر شکن ہ
 کہ تو بہر مجھ ہی ذرا حال ضم
 تجھ کے یار و نکی پہر وی کچھ خبر
 پھر سنا ہر خدا ای نام ہر
 ہی انجان دو تو غم میں مبتلا

یار کیا تو نہی یہ کہتی ہی کیسا
 پوچھ یاتین اوس کے اوس دلدار کی
 کہہ مری دلدار کی تو داستان
 آفرین ای قاصد بستان حی
 کہتا ہی حق میں کر کیا دلبر
 اور باطل بنی ہی کچھ سوئی وفا
 سچ بتا جو کچھ اوس مستور سی
 آفرین ای ماہ اقبال من
 ماہو اسی کر دیا فارغ مجھے
 اک جس سی یون مری دلین لگے
 ہر بن ہو سی بھلتا ہی دہوان
 آفرین ای قاصدان جوں با
 تجھ پہ ہو قربان میرا جان تن
 لیکیا تحقیق دسی رنج و غم
 تاکہ ہو دین مست سب دیوار و در
 رزم جیف و منا سے کچھ خبر
 تاکہ جو میں سنکے حال دل ربا

مسکن و ماوے سسی پھر میری ذرا
 بہر کہہ کچھ یار بے پرواہ سی
 کیون خفا مجھے ہو اوہ بی سبب
 کہہ ذرا بہر خدا اک حرف تو
 جس سی ہوشکین کچھ دل کو میرے
 ایک دن نہ تھا کہ ہم اور وہ صنم
 ایک دن نہ تھا کہ ہمسی دل رُخا
 خوش وہ دوران تھا کہ گاہی کرم
 خوش نہ مانہ تھا کہ اوس بھرا غیر
 پھر تا تھا صحرا بصر اکو بکو
 آخرش ایک شب بصد رنج و الم
 سہر بزانو بخشے اونسکے بیٹھ کر
 جان لیو پیر حضرت گفتار سے
 وہ قیامت قامت پیا ائی شکن
 فتنہ ایام آشوب زمان
 دیکھتا کیا ہوں کیا کہ وہ مہر نیر
 ناگہان درسی مری وہ بی حیا ہ

دمی خبر بہر خدا بہر خدا
 کہلے چہ سے وہ اب ناراض ہے
 عہد و پیمان توڑی کیون کیا سبب
 از زبان آن نگار تند خو
 وہ بیان کر مجھے سی ہوں قریب
 مثل بوی گل تھی آپس میں بہر
 گاہ خوش ہوتا تھا اور گاہی خفا
 مارتی راہ و فامین تھی قدم
 مجھ سے جو جو گذرا اوس داغین
 اپنی اوس دلسبک کرتا جستجو
 میں کروں تھا گوشہ نشین یا و صنم
 کہنچیتا تھا دل سی آہ پر شر
 دل بہر انوسیک دیدار سے
 آفت دوران بلای می مرد و زن
 خانہ سوزہ صد چوسن بی غمان
 خود بخود ہوتا ہی پیمان و عشق
 لب گزان ڈالی ہوئی رخی نقاب

زلف مشکین دوش پر ڈالی ہوئی
 بی محابا پس سے آن کر
 یہ کرای شیدا دل غزون پہرے
 آتش فرقت بین تیری دلکا حال
 مین کہا اوس سی قسم انہر کی
 بیشکراک دم سر بالین پر
 ساتھ اپنی لگیا وہ خود پرست
 دینی یہ اوس بھی کہا ای خوش ادا
 یہ لگا کہن بھی دیکھی گا تو

اور نگہ سی کار عالم کا کئے
 پوچھنی مجھنی لگا وہ باخبر
 دی بلا کش عاشق مفتون میرے
 کیا ہی کچھ تو منہ ہی تو اپنی نکال
 جان اب مجھ مین یہ کچھ طاقت کے
 اوٹھ گیا بی ساختہ وہ باخبر
 ستم دین میرا وہ سارا ایک لخت
 پھر دیکھو نکال مین کب تنگ ہو بتا
 خواب مین اپنی پر آدھ ہر بات کو

یہ داستان سچ بیان ایسا ویرانہ کی اور صرف کئی عمر کی بیچ
 اوس حیر کی کہ نفع مذی قیامت کو اور بیچ معنوں اور غرض قرار
 نبی سامع کی کہ سورہ المؤمنین شعا یعنی چھوٹا مومن کا شفا ہے

عمر گذری تیری قیود قال مین
 انی عیلم اب بھر حق اوٹھ تو سہو
 ای ندیم کشش پاسی دہر کر
 دنی تجھی اب وہ شراب بھلن
 اور پلا جلدی سی وہ بکھو شراب

پہنس کے غفلت سی اس حال مین
 کچھ مین طاقت ہی اب مجبور ہی
 بھر موتی ہی وہ آتش جلاوہ کر
 جس سی جلا کر خاک ہو تین اور دن
 غر خ ہو جس سی جلا کر سب کہا

اور بکھو شراب

وہ شراب آبِ مچکود سی لای لیب
 دے شراب ایسی چھی اب جلد تر
 جطرف دیکھون اوٹھا کر کے نظر
 وہ پلا بچھہ کو تو اب بہر خدا
 اور می حمر اکناسے لاؤ تم
 اوٹھہ تو جھلپ کر فرزا بہر خدا
 خوف مت کر اب تو ابھی صاحبِ ہر
 تگابے افسوس وقت عمر اب
 آہ جلد فرما دے عمر عزیز
 رسم غم اوٹھہ دوز کر مجھے اخی
 عالم سنی سار افسیل و قال ہے
 دل کو کرتا ہی نیمہ مروی ہی ہتر
 طبع کو فساد کی بخشے بدام
 علم کان برتن زنی تا جہ کے ہو
 خبیث توئی علم گرتن پیر کیا
 علم سے کرے صفائی دل کی یار
 علم حق ہی جانِ علم عاشقی

راہ پر ہو جو کہ در راہ ضیبت
 مست ہوں پینے سے جسکی اسقدر
 کچھ نہ آوی غیر دل کے نظریا
 تاکہ فارغ ہوں ز قید ماسوا
 چوڑیا لوتو لگا دو منہ سی خم
 کرتا ہی شہج او سکی دل منیا
 کیونکہ ہی السد تو رب غفور
 حیف ہی حیف کہوئی عمر رب
 کہوئی اپنی ماتہ سے ہوئی تیر
 عمر علم رسم من گذری مرے
 اوس سے کچھ حاصل خط اور خالی
 کچھ نہیں حاصل ہی اس سے جطر
 مولوی باور نہ کہے یہ کلام
 علم کان بر دل زنی یار ہی پو
 ہو گیا حق میں وہ تیرے اثر و
 ہی وہی پیر تیرا یار و غمسا ہر
 مابقی ہی مکر ابلیس شقی

عاشقی کا علم حق ہی اور درست
 جسکے دل میں ہونہ الفت یار کی
 ہونہ جس دلین محبت کا اثر
 جسکے دل میں ہونہ مہر گر خان
 راز باطن اس سی کب تجھ پر ہونا
 علم رسمی گو تو کیسا ہی پڑے
 جو کوئی قربان ہو کو یار پر
 جو ہو کو عبا سی ماہ رو
 جسکے ہونہ دل میں مہر بار
 الغرض اس علم رسمی میں اخفی
 علم دین ہی فقہ تفسیر و حدیث
 عمر سی تیکر کو سی پوچی اگر
 سن تو اس ہفتہ میں ای مرد خدا
 فلسفہ یا نحو یا طب یا نجوم
 یہ علوم اور یہ خیالات صبر
 جو ہو دل خالی ز عشق و دہران
 الکہ علم عشق ہی خالی اگر

اور سو اسکی میں سنا علم نیست
 ہی بلا شک و توقا بل نار کی
 ہی خدا کی مار او سپر شہنشاہ
 کہتہ انبان ہی ہ برازا ستخوان
 گوئیے شاگرد ہوں سو فخر راز
 راز باطن اس سی کب تجھ پر کیسے
 او سکا لایق ہی عدا ہوتن ہی سر
 نام او سکا لوح انسانی سی ہو
 او سپر لایق ہی کہ ہو پالا سکا بار
 کہ ہو چکا تو عمر اپنی کام لے
 جو سو اسکی پڑی ہو مدہ ضیٹ
 سنات دن باقی ہیں حسین شک و گد
 ایہ پڑیگا علم بتلا کوئی
 ہند سواد تل یا آعدا و سوم
 فضلہ شیطان ہی یہ سنگ پر
 سنگ ستجار شیطان او سکوبان
 یہ کہتا ہی سی بی حیاتن غور کر

سنگ استیسا شیطان ہی دل
 جیٹ رکھتا ہی جو تو اسی دقل
 لوح دل سی فضلہ شیطان ہو
 چند خوانی حکمت یونانیان
 پڑھ چکا تو حکمت یونانیان
 علم معقولہ ست پی بنیاد ہے
 بحث نحو کو منہ من کی عرض
 دل کو روشن کر با نور سیدھے
 خراز می اور ارسطو بوسے
 انکو جو پڑھتا ہی تو ای زشت خو
 سرور عالم شہر دوسرا
 سورا سطا لیس سور بوسے
 مونیو کی چوٹی میں ہو ہی شفا
 کہا لیا ہی زہر اگر تو فی ذرا
 سینہ اپنا چا کے پتھہ چاک کر
 کہلک افسوس زار می بشمار
 کب تک یہ ہو دگی سے گفتگو

دل نہیں پیر ہی سرت آیت گل
 سنگ استیجای دیواندر بغل
 اسی مدرس درس عشق ہمہ نگو
 حکمت ایما نیا ترا ہم بخوان
 حکمت ایما نیو نکو ہی تو جان
 معر کو خالی کرے کا تا کے
 اب تو فصل عشق ہی پڑھ انکدو
 کیون بتا کا سہ لیس بوسے
 ہین پیہ باطل اور انکی علم ہی
 نوگ و کتو نکا چوٹا کہا ہی تو
 بتا پی مومن کی چوٹو نکو شفا
 کب تھا حضرت فی فرمایا احی
 کا فرو نکا چوٹا ہی زہر اور بلا
 جاک کی کہا تریاق تا ہو کو شفا
 دل کو اس آباد گی سی پاک کر
 شرم کر حق اور ہی سی اب تو پار
 لو کر نکا اب بتا ہی زشت خو

کب تک ایہودی کی گفتگو
 کب تک اس فخر پر غل میں بہانا
 فکر کر اوسکا جو تیرا یار ہو
 سن دے وہی سی وہ کل مرعوب
 گوشہ جانی بن ذرا اسی نیا غم
 تھا خوب میں ایک مرد خوش ادا
 ایک دن فحش تیری وہ بے رنج غم
 اور کہتا تھا یہ خوش التجاز ہے
 ہومی تم قوم اسی مردان کار
 کچھ کیا حاصل تیری زمین پر
 جو کہ کرنا تھا کیا تھنے نہ کام
 حق حق دلق بق میں یہ عمر بیزر
 پر کسی تھنے نہ ذکر اوسکا کس
 ذکر میں اور فکر میں غیر ونگی آج
 چوڑ کر کے تھے کو پہ یار کا
 ہی تھا نہ اذکر در غیر اچھب
 دل ہی مہواو سے اسی نیکذات

تو کہہ گا اب بتا اسے زرشیر خو
 تو نہ کیا مبتلا اسے بے حیا
 دزد و غم کا تیرے حامی کا ہو
 کہتا تھا کیا خوب از روی طرب
 قبول اک مرد و عورت مجھ ہی ہو
 عشق سی رہتا تھا وہ کچھ ذائقا
 دیا ترہ اور بے بختا تھا پہلہ ہم
 یعنی دس مضمون کو جی جان کے
 دین میں یہ کیوں لیل مہنا
 جز خیال اور سوچ سے کنا ہکار
 عمر باقونین کری ناحق تمام
 توئی کہوی یہ ایگانای بی تیر
 جیسے یہ ہو دزد و دہن فتنہ کا
 جان و زتن کو کیا ناحق تیار
 لی لیا ہی قرہ رستہ ربار کا
 کچھ نہیں حقیقی میں اب تجھ کو نصیب
 علم جو دیو ہے نہ بھٹی میں نجات

ساتیا ایک جرعه از جام قدم
تا کرے شوق پر وہ پندار کو

دے تو اب آداو کو بہر کرم
یار کی آنکھوں سی دیکھے یار کو

یہ داستان پیچ قطع علوان و گوشہ نشین ہونی خلافت

جس کو دے توفیق رب العلیز
تجلی خلوت میں ہی عزت اسی قتا
جو ملی گوشہ نشین رہا
و امن عزت ہی پامست کر دے
گوشہ خلوت میں تو بیہا اگر
جو تو دیو نفس سی پاوے امان
جس طرح پرمان جو رہی ہیں جیسے
اس طرح جی رہو تو خلق سے
کی حقیقت سی کہلیگا تجھ پر
ہو وی کی حاصل تجھے راہ خدا
جو تو چاہی عزت دنیا و دین
جسے پایا کچھ ہے خلافت کا راز
ہو وی پوشیدہ سے لیل قدر
چہت ہی ہی جو شقیہ ہی فت

ہو وہ قیل و قال سے عزت میں
اختلاط خلق سی و ہوشیاری کیا
خلق کی ملی سے پہر حاصل کی
کیون سپری ہی چون گدایان دوز
پہر قدم ہرگز کیسے یا بہر نہ دہر
جا پڑی کی طرح سی ہو جانہا
دیو کے ہاتھوں سی نہ ہی میں ہی
نفس و شیطان کے ہاتھوں سی تجھے
تو مجازی سی نگہ نہی گا اگر
جب تلک ہجو می نہاد سیا کا سزا
خلوت از مردوم دنیا گزین
ہو گیا وہ دو جہان کا پیشوا
ہو گئی وہ رشک خور شہید و مدد
اسی ہی مقبول ہی پیش خدا

ہی نہان جو اسم اعظم اس لٹی
ہو تو گر عالم سے نہان ہی ہے
بیشہ جاگہ زمین کے فر زاد مرد
گنج مقصود ہی ہے خلوت ہی پھر
علم میں بہت بیشہ گوشہ میں فتا
اور میرا ہی علم ہی بی زہ کے
اسے یاد آ پامچہ قصہ لطیف

ساری ناموں کا وہی سرداری
بیل قدر اور اسم اعظم ہی ہے
اور جمع ماسواں ساری ہو فرد
ایکے علم اور زہد ہو وین جمع گر
اس میں دولت ہی تجھی بی انتہا
تو سچا اسکو ذرا اسی ٹپک ہے
خوشی سن اوں کو اسی مہر و شرف

حکایت ایک عابد جاہل کی کہ نماز میں رہتا تھا
اور جوان دنیا دار کی

تھا کسی جا ایک مرد خوشخصار
عالم زاهد سچے اہل کرم
کہتا تھا گھر میں وہ اپنی اک پیر
گرچہ ظاہر میں تھا از بس خیر و
ناقلین تھا جدی زیادہ وہ پیر
افت پدہ ہی سی پیرای نیک ہے
اپنی کم بختی سے لیکن وہ پیر
کہ تھا صحت بد و نی اختیار

عالم و فاضل ولی صاحب کمال
مفتی و پارسیا و محتشم
جوورت ظاہر میں مانند شمر
لیکھ لحن میں تھا بد اور زشت جو
سچ تھا اسبابی اوستی سچ پیر
علم کی تعلیم کرتا تھا اوستے
تھا گتا تھا پیر ہی سی ایدہر اور
نیک تو نہی اوستی آتی غار

کہتا تھا حیات کو اوسکا پدر :
 آخرش اگر دستگ ہو کر کہنا
 جو کہ تجھ کو لکھنا اور پڑھنا نہیں
 میں نہیں دیکھا ہی تجھ سے ناخلف
 ایسی نالایق سی کیا امید ہے
 دور ہو گئی کسی نکل اسی بی حیا
 بی حیا می سی یہ بولا وہ پسر :
 عرض کی اوسنی کہ حضرت خوب ہو
 ایک گھوڑا خوب سالیہ سیجئے
 تاکہ جیتا میں کہیں نوکر ہوں
 تنگے اوسکے باپ نی پہر عید تر
 ایک گھوڑا جو کہنا تھا لی دیا :
 اور کپڑوں کی کئی جوڑے بنا
 با شرا مافظا ایسی بد گھر
 ہو کی خصیت باپ سی راہی ہوا
 شہر شہر دور بد پہرے لگا
 رفتہ رفتہ آخرش وہ نوجوان

کرتا تھا برعکس اوسکی وہ پسر
 باب نی اوسکی کہ سن ای بی حیا
 دور ہو جا پاس سی سیکر کہیں
 گا و غریبی تجھ پر کہتی ہن شرف
 دین دنیا میں کام آدمی مبر
 نوکری کر جا کہیں اور کہا کہا
 ہی خوشی میری ہی یوں کا ہی پد
 جلد تجھ کو آج رخصت کیجئے
 اور خرچ راہ کچھ دیدیجئے
 فوت لبر سی اوس سی ہن اپنی کرنا
 کر دیا تیار حساب سفر :
 اور خرچ راہ ہی کچھ دیدیا
 ساتھ اوسکی کر دی اویوں کہا
 پہر قدم ہر گز نہ تو رکھو ایدہر
 پہر نہ مونہ اوسطرف کو اوسنی کیا
 نوکری کی جستجو کرنی لگا
 اک شہر کی بیج ہو نچا نا کہاں

کہتی ہیں اور ان شہر میں تھا ایک میر
 اور اس میر نیک کی اسی خوش دوا
 ہی تھا عرضی تو کسی کی اوکی جو
 عرض اسنی کی جو میں کیا کر کہا
 ایک تائب سوار وین روئی جا
 بر جو کی قسمت بی او کی یاوے
 چند صیغہ نہیں ہوا وہ تو جوان
 جیشین اور شہرت میں وہ نہ تھی بگا
 ایک تائب ملک ناما بس رتبہ پر
 اور اس پر کی جگہ سہی ہی نہ کیا ہم
 کی قصائی جو نظر نوحہ تو گر
 لی ذرا لشکر وہ فوج و سپاہ
 نہ قلعہ نہ محاصرہ وہ بارگاہ
 دیکھا پس کہ تھا پہل وہ عروج
 اتار ہی نقد پر شک وہ بیوہ
 پہنچا تھا صحرایہ خوار و بزدل
 پہنچی پہنچی ابغرض اس جو خود

صاحب شہادت امیر بنی قسیر
 تو کیا تھا قلم جاری سدا
 او شکو تو کر اپنا کر لی تاتھا و او
 نام اسکا جنت توار و زمین لکھا
 ہوتا ہوتا تھی جہدہ پھر پھر ہی بگا
 فوج سیاہی کا ہوا اس سر
 صاحب شہادت امیر کا مران
 پیغم و بنی رنج بنی جنت سدا
 جیت تک جا یا خدا سے لہ پسر
 عشر و عشرت کی ہوئی بڑی نام
 دکی دم میں ہو گیا زید و زہیر
 نہ وہ دولت نہ وہ جنت نہ وہ جا
 و دم کی دم میں ہو گیا یا کل تباہ
 بے غل و سر کلین پیر یا سوز و درد
 ہو کر بن کہا پھر ہی تھا یا بجا
 فقر و فاقہ ہی ولی خستہ جگ
 اک شہر کی رنج یا نکلا وہ مرد

دن کو تو اوس شہر میں بہر تار
 تا مسافر جانکر اوس شخص کو
 انقض کی رات مسجد میں بسر
 صبح ہوئی تھی وہ مرد بینوا
 سوچتی دلین لگا اپنی جوان
 تھا اسی حالت میں وہ مرد گدا
 پہن کر کپڑاں اور گہری نعل
 اپنی اپنی گہری ہر اک مردوزن
 اس جہان کی زمین بیہوش خیال
 ہو رہی تھی صحرایں یہ کیا
 کہہ کی یہ اور اوشہ کی مرد خدا
 خضر یہاں شہر کی اک کونہ تھا
 غار کی بندہ ہی اندر وہ گدا
 حق تعالیٰ اوسکو قدرت سی دام
 اسلی اوس غار میں باہر ہی
 لیکر بعد اکیس سال کی مہول تھا
 تیا مہین ایک دن ہر سال میں

رات کو جا ایک مسجد میں پڑا
 وہی کہہا کہا نا کو سی مرد کو
 ہو گئی اتنی میں صبح جلوہ گر
 باہر مسجد کے در پر ہو کھڑا
 یا الہی اب بتا جاؤں کہاں
 دیکھتا کیا ہی کہ اک خلق خدا
 جاتی ہی کھل کو دوری بی غل
 جانب صحرا روان ہی بی محن
 دیکھ تو تو ہی ذرا چل کر کی ل
 لی محابا جو ہر یک جا ہی جلا
 ساتھ اون لوگوں کی آخر ہو گیا
 اوس میں ایک رویش ہوتا تھا
 رات دن گزرتا عبادت کو ادا
 مسجد تیا تھا اوس جابر طہام
 وہ فقیر ہر گز نہ نکل نہا کہی
 غار میں باہر نکل کر بیٹھا
 باہر اوس دن آتا تھا ہر حال میں

کوہ کی چوٹی پر اگر پہنچتا
 خلق کو سکے دیکھنے کے واسطے
 ستر ہونسی آتی تھی غلق ہفت
 تھا وہ دن عالم میں گویا روزِ عید
 اور کچھ خیرات بھی کرتے تھے فان
 انقضی اوس دن اوسے معمول پر
 یہہ جوان بھی تھا وہیں حیران کہا
 اتنی میں اک شور خلعت سی اٹھا
 دیکھ کر روزِ ویش کو اوس کوہ پر
 اور طلب کرتی تھے اوس کو ویش
 اپنی اپنی مدعا کے واسطے
 اور وہ درویش بھی بالاجتہاد
 انقضی اوس دن صبح سی تا شام
 شام کی ہوتی ہی وہ پستہ ہوا
 خلق ساری اپنی اپنی گھر گئے
 سو جی جی میں لگا اپنی جوان
 آدمی ہر ایک اپنی گھر گیا

آپ کو دیکھا اسکو دیکھتا
 حج ہوئی تھی اوس کوہ کے
 اوسکی زیارت کی تھی اوس دن
 وہاں کھانا بھی تھا ہر اک سعید
 لایق اپنی ہر کبیر و ہر جوان
 خلق جمع ہو رہی تھی ستر
 دیکھتی ہوئی ہی بیان کیا ماجرا
 اسی حضرت سامی دیکھو ورا
 دور سی کرتا تھا زیارت ہر شتر
 بس دھامی خیر سب چوٹی پر تھے
 لوگوں سے تھی دعا کروا دتے
 اذوکی حق میں ناکت کر حق سی دعا
 تھا را اوس کوہ کی گرد آرد دھام
 اوہ نہ وہاں فنی عمار کی اندر گیا
 رہ گیا دکان وہ جوان اخص
 میں بنا ایدل بنا جاؤں کہان
 تو گر لکھا شہر میں بار کی کیا

کر بسر جہون توں پہان میں انکو
 لکے بیہ اور ماتہ رکھ کر زیر سر
 جب گئی تھوڑی سے رات او کی تہیز
 کیوں پڑا تنہا پہان ہی برخل
 گز بھی کچھ عقل سے اسی ہوشیار
 صحبت دیو سے مسرور رہ
 جب درویشان کلیہ جنت است
 دوست درویشوں کا ہو وی بنتے
 چلے اوس درویش کی خدمت میں اب
 واسطے دنیا کی کیوں اسی خبر
 کیا ہی حاصل رنج لیجانا تجھے
 آخرت کی کار سے غافل نہو
 پس نہ بچتے کر کے یہ خیال
 عقدا دلی سے وہ اسی نیک ہے
 نیکہ درویش بولا اسی جوان
 دھن کی اسنے کہ اسی پیر ہوا
 درج کو جاہنای کچھ نہیں

صبح کو پیر دیکھتے جو موسو ہو
 پڑا شکل میں تنہا خاک ہر
 دل میں اوسکے یہ خیال آیا وہیں
 روئے کی اوسن رویش کی خدمت میں
 کہ تو درویشوں کی خدمت اختیار
 اور ساری خلق سے بس دور رہ
 دشمن ایشان نہ انی لعنت است
 دشمن او نہ اسی بلا شک و دوزخی
 سیکہ کچھ راہ خدا اسی بی ادب
 نہو کرین کہا تا پیری ہی در بدر
 آخر اک دن یار مر جانا تجھے
 دولت دنیا پہ توائل نہو
 غار کی جانب چلا گھوڑی کی مال
 جاگی قدم نہ پیرا درویش کے
 کیا تیرا مطلب ہے کہ مجھے بیان
 ہی بھی مطلوب اب راہ خدا
 راہ حق بتلائی میری تہین

یہ کہہ کر ہار دینے سے اسی جوان
 سے خدمت میں رہا کر تو سدا
 بی کسی خدمت کوئی پاتا نہیں
 ہر کہ خدمت کرو او محمد و مہم شد
 جسے خدمت کی ہوا محمد و مہم
 جو جلی خدمت پسند اسی تیری
 جہل سے اپنی ذوہ درویش غنی
 جہل سے بدتر تین ہی کوئی شہی
 جہل سے ہلو لیں تحوت اور غرور
 جہل تر میں اک کلاسی بان ہی
 ہو سکی جتنا توزہ جاہل سے دو
 توہین ہی آید اگر ہی ہوشیار
 تیر کی آمد تو جاہل سے نیک
 وہ ان جاہل ہی اکثر کام تیر
 جتنا غمخوار ہی جاہل خواہی
 جہل ہی کی گدائی نامہ
 جہل کا او سکی کرو نہیں گریبان

کسی منظور ہی تیرہ بیان
 تا تیرا مقصود بر لا و ہی اخلا
 خدمت محروم اب جاتا نہیں
 ہر کہ خودنا وید او محروم شد
 کی خودی جہل ہی نام محروم
 ایک دم میں جگہ کر دو جگہ و سہ
 آپ کو سبھے تھا عالم اور ولی
 جہل کفر و شک کی پیداد سے
 رہتا ہی جاہل سدا از مسک دو
 آدمی جاہل ہی کچھ انسان ہی
 جاہل و پیر ہو غصبت حق کا ضرور
 صحبت جاہل نہ کچھ سخت سوار
 جاہل کی ہو ہی صحبت تل گشت
 آخرت میں ان کا ہوا انجام بد
 عاقبت ان کا نہ کانا مار سے
 عمر کو تیرا حق کیا یا تو سب
 قہقہہ بازی ہر اک پیر و جوان

عرض پہ وہ جوان با صد خوشی
 پاس اوس درویش کے رہی نہ لگا
 جو کہ فرما پائپیر اوس کے سین پہ
 ایک شہبہ لگی اوس کو گداز
 ایک دن درویش نے اوس کو اسی
 ہر طرح کی گفتگو کرتے لگا پا
 اس جوان کی خوش بھوپا یا پیکو
 ہو جو گستاخ ہر سی آمد دم معاف
 یہ کہہ کہا درویش نے اسی نو جوان
 عرض کی اسی کہ یہ جو آپ کی
 اسکو تم وقت و جنوا اور غسل کے
 دوسری یہ نہا کین جی جو اسی
 دو نو ہاتھوں کا جسے دیکھی جو آپ
 یہ کہہ کہ درویش نے اسی یار غار
 یہ کیا تھا عہد میں نے اوس کو گھر سے
 میں نے لگا نقش کی بکس کا ر ۴
 اس صبح سی رات دن میں بڑا

پیرا خاست میں اوس درویش کی
 اوسکی کہی پر عمل کرنے لگا
 بیان دل سی جٹ وہ کرتا تھا وہ
 پاس اوس درویش کی اسی بڑا
 سامنی ہی بولایا با خوشی
 اوس جوان سی وہ فقیر بنوا
 عوس کی اوس کی کہ اسی فرزند تو
 عرض غنیمتین کرو عین شہادت
 جو تیرا دل تباہی کر تجھے بیان
 اکہ چہی موم کی لکھا لگے
 دور کرنے یا نہیں ہو اکہ ہے
 اسکے رکھتی کا سب بھلا سی
 تاکہ ہو موقوف دل کا چ دنا
 جبکہ کی مینی فقیر سے اختیار نہ
 جبکہ لکھا تھی اسی سے جہر سب
 گو وہ کیا ہی دل ہو اور تو
 بر خلاف نقش لکھا ہوا تھا خدا

ہاں کی ہتی کا سن مجھے سبب
 یوں کہا اک روز مجھے نفس نے
 نہنی بدلی سطر کے لی ای سپر
 تاکہ آوی نفس قلوب میں عام
 اور سن تو دوسرا مجھ سے یہاں
 بندینی انکہ کو یوں کر کیا
 کیونکہ دو سے دیکھتے ہیں جقدر
 اسٹی کافی ہی مجھ کو ایک ہر
 بند کی ہے انکہ مینی اسقدر
 اہتہ لکھا جاتی موسم کے
 مشکے یہ باتیں جوانی یوں کہا
 عالم و فاضل ہے ہر سبب
 غسل کر نیسی نہایت کی کہے
 اوس جناب سے نہو گا پاک ہ
 کیونکہ وہو فرض ایگا جسم سب
 اور تیرا غصہ سارا اسی عزیز
 یعنی تیری انکہ ساری دیکھ لے

نفس نے ایک بار کی خوشبو طلب
 سطر مجموعہ کا محکوم چاہے
 گو کی ہتی تاکین اوس دن سی دہر
 ایسے سے کرتا ہوں کام
 انکہ کی ایک بند کر نہا سبب
 حق کی نعمت میں نہ ہوا مہر افشا
 ایک سی ہی اوتنا آتا ہی نظر
 گرچہ مینی بند کرے دوسری
 ملک لے ہر گز نہ ہر گز ہر
 حشر تک ہر گز نہ اوتری کی کہی
 گرچہ میں قابل ای مرد خدا
 اوس میں اکثر مینی ہی بہت ہر
 خشکے جاوی اگر اک بال ہی
 گو کرے سو بار تن کو شست شو
 گر نا کچھ خشک پاک ہوتا ہی کب
 خشک ہتا ہی سدا کرے تیز
 رخشک ہی ای یہ بھی موسم کے

دوسری بیہ ناک میں تیری اڑی
 کس طرح تیری ناز ہووی درست
 اسکی اوپر آپ کو ابائی فقیر
 ایسے غلوئی خدا دیوی پناہ
 اس طرح کی زہد و تقویٰ سے تیرے
 شکے بیہ باقین جوانی وہ گدا
 زانو و زمین رکھ کی سر اپنا فقیر
 شکر آگے ہو چون رو بہا پیر
 ایک عرصہ تک تل میں رہا
 کر کے تنگ انصاف ہی دل اب ذرا
 اوہ بیہ باقین کر کے توبہ جلد تر
 غسل کامل اور وضو کو حبت کر
 الغرض ہوا دھو کی او ہنگر بانیاز
 وہ مرا اور خط اوسی حاصل ہوا
 وہ تجلی او سنگھری حاصل ہو
 ہو کی نادم پہلے باقون سی بلا
 علم دین جا کر کے پڑہ شہر

ایک ہی گو کی جو حد سی
 جب تک خلع وضو ہو نہ چیت
 کہتا ہی تو صامت باک اور بی نظیر
 دین و دنیا جو کرے دو نو تباہ
 بیہ ترا خادم بہت حیران
 دل میں کر انصاف اور چپ بگیا
 ماری خست کی ہوا ایسا حقیر
 اوس جو انکی سامنی اوس دم فقیر
 پیر کر اپنی دل سی اوسنی یون کہا
 اس جو انکو اپنا تو مرشد بنا
 اس جنابت کو بدن سی دور کر
 پانڈہ پیر حق کی عبادت میں کر
 کی ادا اوس وقت جو اوسی ناز
 جبکا کچھ عوام نہیں ہر انتہا
 پہلی اسی جو نیک ہی تھی کہے
 اوس جو انکو پاس اپنی یون کہا
 پیر سکھایا کر یہاں اگر مجھے

شرم آتی ہی پڑا لی سی ہے
 اوس جوان کی جتنی ہی جنت ملا
 سیکھے سی علم کے اسی پیرور
 ہو گیا درویش پھر توئی ملل
 ہو گئی حب علم اور زہد ایک با
 ہوئے علم اور زہد حسین ہم
 علم ہی جو رہ دکھلا دی ہے
 زہد وہ ہی جو اوکھاری پنج سے
 جو جو ہی ملن سوا حق کی ہر
 بعد ہوسا سی تیری باہر کرے
 درکے ہن جتنی وہ مردان خدا
 اٹھتا ہی اوکھی شان میں
 یعنی جیسے بہت دور لی ہیں جو
 خستہ سرکہ نشان علم جان
 دیکھو علم خوف سی آبا و کرا
 گفتن فرمائی ہیں بر حضرت ہی
 ایک منہ سے کا بلکہ بر ملا

یہاں تک کہ یہی سب کچھ ہی ہو گا کہ یہی سب کچھ ہی ہو گا

ایسی پیوستی کو کہتا ہوں ہے
 جو کہا تھا پسند وہ ہن کیا
 ہو گیا درویش راہ راست پر
 عالم وزاد و نی بے بدل
 حق مقبول درگاہ خدا
 رکھے کہ میں خزلت کی قلم
 دیکھو زنگ گھر ہی دے ہے
 اسوا دل کے دلین جو ہی ہے
 زہد وہ ہی کزی سکونہ
 اور دلین خوف و در ظاہر
 علم حق جنگو کیا حق نے عطا
 بولتا حق دیکھ بے قرآن میں
 عالم عامل ہن جو بندہ ہے
 اناجشا قرآن میں پرہ جوان
 چاہیہ تو علم ہی دکر
 جانتا ہو عین جو نم جانو ہے
 رونی دوتی علم سے دونا لیا

ساقیا وہ جام اب مجھ کو پلا
دروغ سے کر کے پُر اک جام لا
تاکہ درو یار جادو میں سما
علم کان بہر کاغذ و باغ بود

مگر سے نکو سے جس سے ہو سینہ میرا
جلد دے آدھ کی سُنہ سی لگا
درو سے ہو درواسکی کی دوا
پانچو مرد و زو را سپر باغ بود

اس کتاب میں متاوان علماء کی ہر قسم کی تمسار کہتی ہیں ہر اک کی اور درو سے ہیں

فقر سے ہو علم کو زیب اسے پسر
فقر سے کہتی ہیں جنت سرنب
علم کی عزت بلا شک فقر سے
فقر وفاقہ سے ہی عزت علم کی
فقر وفاقہ عالمون کا تلج ہی
مولوی کو یہ گمان لاریے
علم کا نقصان حضرت مولوی
قائم و خرب تلک یون نہیں کر
اور کتب تک مرغ و باہی سے انھی
آپ کو انصاف امی صاحب کمال
استدرا ل و منال ہی با ادب
موشقت گر کری ہو ہونہ مال

نے زباغ و راغ اسٹ گا و خر
فقر سے ہو زیب و زینت علم کی
فقر وفاقہ عالمون کا فح ہے
شمت دنیا ہی دولت علم کی
مولون کا فقر ہر معراج ہی
اسکو اسباب جہان ہی زیب
شمت و مال و منال دنیوی
ہو گا تو آراستہ امی باصور
تو کر یگا زیب زینت خوان کی
ہو میر کب تجھی یہ از علال
خز فریب نکو کے ہو ج کب
آوی جب کچھ ماتین مال ملال

اوسمین بس اتنا تکلف ہو ضرور
 مولاجہوٹا کھراتن دیکھو کو بیو
 اور یہ تیرا بستان مال و منال
 مال ملک دولت باغ و بہار
 نان و حلوا قند و شکر قورما
 تسکے اور پر آپ کو کھنچو و
 علم دین سی یون کرو جہنما کھرا
 ہاتھ میں کچھ مال لایا شبہناک
 آفرش تجکو کری دین سی بری
 مال ملک دولت باغ و چین
 ایک لقمہ ہی جو کھاوی شبہناک
 اور یہ لقمہ آفرش ای بنکنا
 تجکو مال و جاہ پر مفتون کرے
 تو تو اس لقمہ کو کھاوی بی شبہ
 ایسا لقمہ دین کو یون کھاو تو
 تو برامی اور خیانت بد گے
 بے راک ایہ اگر ہو شبہناک

جو کی رونی اور کچھ دال سو
 اس سے زیادہ ہونہ پھر شکو کہو
 جمع ہو کیونکر یہ از وجہ حلال
 مسند و تکیہ و خانہ بزرنگار
 ہو میری شبہ کیونکر بہلا
 عالم و فاضل میں ہم با اتفاق
 ناور ہو کھانا پھر نا انطرح کا
 تاکہ ہو تو نرم پوش اور خوشخو
 یہ تن آدای فوجہ تن ہرور
 سب یہ گردنیں پڑیگی طوق
 خاک کہا اور دال تو فاقہ تو نہ
 زہر قاتل ہو تیری حق میں تمام
 نور عرفان دل سی توبہ بیرن کر
 دین اور ایمان ترا کھانا ہی نہ
 اندر اندر جطر لکڑی کو گھر
 شبہ کی لقمہ کی سن مجھی اغی
 اوسکو لیکر حضرت ابراہیم

سیکڑوں قیظیم اور غرتے جا
تھم اوسکا دالی اپنی ناتھہ سے
اور سچیں آب زمزم سی اوس
اور اوسکے کاٹنی کی واسطے
اور پیش حضرت خیر النساء
اور گوندہین اوسکو جو رین جھٹے
اور خمیر اوسکی پہ پرہی بی عدد
اور خدا وین لاکہ حضرت جبریل
اور ہونکی اگ اوسکی دمبدم
اور چکا وین حضرت مریم اوس
اور اگر چہ تو پڑ ہی ای ہوسیار
گر چہ اوسپر ایسی ایسی ہوں غل
باوجود ایسی کرنا توئی یار
آخرش خاصیت اوسکی جب کہ
راہ طاعت میں تھی بجان کمر

حضرت فاطمہ

۱۰

بو دین کعبہ کی حرم میں ہند ملا
اور گا و جرخ سی ہونا کرے
حضرت ابراہیم اکبر بے بہ بے
آمنہ نوسہی اگر دانسی سبے
حجر اسود سی بنا کر آسیا
بانوشی کوثر کے پانی سی اجمی
فاتحہ یاقل ہوا لہر احد
لکڑین طوبی کی جھٹ بی قال قیل
حضرت عیسیٰ نبی امی محترم
نوح کی تنورین امی نیک بے
اوسکی ہر لقمہ بہ بسم اللہ ہزار
پیش اوس لقمہ کا کچھ جاو خلل
وہ خباثت اوسکی ہو پیر اشکار
وہ ہی لقمہ زہر ہو شکو لگے
خانہ دین کو تری دیران سکے

راہ جنت کا چہر اکبری خلافت
راہ دورخ کا بتاوی تنگ و صاف

در دین کا ہی تجھ اپنی اگر
 دہ ہو کا دین تیرا سب تباہ
 کر کے تخت اور شقت با کمال
 اس ہوا جو ص سے تو در گذر
 جو ہو سو جامہ اعلیٰ تجھے
 ہونے گر کھواب نخل گلبدن
 نان حلوا قورمہ زردا پکا تو
 ہون نہ یہ کہانے اگر باقد و شک
 سو چاندی کی نہون برتن اگر
 اور نہوین گریار زرناب
 اور سنہری آب خور سے گر نہون
 اور نہوین اسپ گرزین لجام
 گہوڑا انہی اونٹ خیر جو نہ ہو
 جو نہو دسے دور باٹن ازیش و پس
 یعنی گریوین نہ تیسرے با وقار
 اس سے بہتر ہی کہی تجلو غرور
 اور نہو گر خانہامی زرنکار

جلد اسکا کر علاج ایسی بی خمد
 کر علاج اسکا ذرا بہرہ
 جد کے پیدا کر تو کچھ قوت ملال
 کر قناعت پیشہ مست پھر در پردہ
 تن کی ٹھکنے کو ہی کسے بس تجھے
 اک گزی کافی ہی ٹھکنے کو بدن
 اور ہریالی متجنن نان پاؤ
 تجلو کافی ہی پیاز و نان خشک
 منی ملی صحمہ کافی سے مگر
 کف سی پی سکتا ہی اپنی یار آب
 بیاسکی ہی یار پانی چلو و ن
 پا پیادہ مل سکی ہین جہن گام
 چل سکی ہی پا پیادہ یار تو
 دور باش نفست خلق از تو پس
 آگہی اور چھی نقیب اور جو بدار
 سارا عالم ہر طرف سے دور دور
 کر سکے ہی زندگی در گنج غار

<p>رہنی کو کافی ہے خس کی جھوٹ بورتی کہنے پہ ہو گوشہ نشین رکبہ کی پتھر سر کی نچی یار سو اونگلیوں سی گنگہی کر سکتا ہی تو ہل کے ہل کر بسر اوقات تو ہو سکے ہی اوسکا بدلہ بگمان شجہ و قاتل اوسکا بدلہ ہونہ عرض سحر قدر عسکر پہچان تو اسکو ہاتھوں سی نہ کہو ہوشیا چھوٹ کر حرص ہو اکی قسے یار کے کوچہ میں قربان جان تیر</p>	<p>ہو گردالان کو ہٹا کو ہٹے اور ہووین فرش گرا بر نشین محفل دیبا کا گر تکبہ نہ ہو واسطے دھڑکی گر کستگے نہ ہو اس جہان میں ہی تو چند اک روز کو الفرض جس چیز کا چاہی بیان جسکا چاہی تو جہان میں ہو عوض اور جہان میں بے عیوض ہے بدلہ تو عمر کا بدلہ نہو سکتا ہی یار ساقیا بہر خدا وہ جام دے تاکرے آمد او جا کر بے محن</p>
<p>بیان چیزوں مختصر منفرق کا اور سچ اشارہ قولہ تعالیٰ حکم ان یحکو القبرہ انصاف اور اعلیٰ ص کے ساتھ دوستے میں اپنی گرتم راست ہو تن کو جانی ہے کہ سنگت ہے ہی جو کوئی اس راہ سے واقف ہو جانی جسے بہکا دلربا</p>	<p>خیر جان چینی کرو اسی عاشقو جو کوئی اس راہ سے آگاہ ہے تہو کریں کہتا ہی سب کی وہ سدا کیند دولت کی وہ آخرے گیا</p>

دو جہان سے اونے پازمی جیتے
 گریبات اور عیش خوشی ملی
 کہ جوانی میں نثار دوست جان
 یعنی بچہ پاک بوڑھی گامین ہو
 کہ جوانی میں تو قربان آپ کو
 جو ہوا بوڑھا گران جانی نہ کرے
 سب ہو میرا دایام ہشتاب
 دن جوانی کی ہوتی آخر تمام
 گذر آہن پچاہ سہی اوزان سجود
 سا نہیں سہی سہی عمر زیادہ ہو گئی
 سہری کام کی گذری ہی آواز
 تاکہ کام آتا وہ تیری یوم دین
 اب ہی تو امی شذلیب کہنے سال
 جو کیا نالہ نہ در فضل بہانہ
 اب ہی تو بہر خدا ہی جبر
 عجزی رو کر خدا کی برو برو
 جو جوانی میں کیا تو فی نہ کام

یار کی قدمو عین جہی جان ہی
 کا و نفس اپنی کو تو اول تو مار
 جا جوان میں ذاکث ہ خوان
 انکی قربانی نہو دے جان تو
 یار کے قدمو عین جو کچھ ہو تو جو
 بوڑھی بکری کی تو قربانی بکر
 بہر دین کچھ نہیں نہ کی تو فی شتاب
 کچھ کیا حق کی لسی تو فی نہ کام
 فی کیا تا کام آتا اسے نہ ہو
 کام کی جو بات ہی ہر گز نہ کی
 ایک ہی سجدہ نہ تو فی کر لیا
 وہ کیا ہر گز نہ تو فی امی بعین
 کہ شروع آہ و فغان خیری تال
 کہ ادا او سکھو خزان میں رہنا
 اس پر پالی کو عینت جان کر
 تو یہ استعزاز کس ہر خطہ تو
 کہ ادا او سکھو پری میں تمام

ہتی گنہ تو نقد اور تو بہ اور دار
وزمعا صی روسیاہی تابگی
تور ہیکاکب نلک مجکو بتا پ
کتلکاک رکھیکا اسی حال تباہ
جد امجد کا تو سن پہر مجھ سی
اور خلیفہ ہتی خدا کی جان کے
دی خدائی رہنی کوخت میں جا
نہینی مذنب نکل اپنا سے جا
داخل جنت ہو تو اسی روسیاہ
حق نے جنت سی دیا پہر د و ال
کس طرح جنت میں ہوا و سکا گذر
کرد دیہ وقت ہی آمد اوکا
اب تو مت محروم رکھ دیدار سے

نماکہ تو جانی دیان کا سودا ر
غرق دریا گنہ میں تاسے بکے
غرق دریا میں گناہوں کی پہلا
اور بدیون سی تو اپنی روسیاہ
گوش جانے پنہ غفلت نکال
حضرت آدم کہ داد اس کے تھے
اور فرشتوں نے او نہیں سجد کیا
اک گنہ کرتی ہی سن او تو کہا
تو طع کہتا ہی با چندین گناہ
اک کتہہ کی ساتھ آدم کو نکال
جو کرمی صدا گنہ شام و سحر
حد سی گذر انتظار اب ساقیا
عمر گذری خبر میں جلتی ہو

اس داستان میں بیان ہی مراد قول نبی صلعم کی کہ حساب وطن
من الایمان کہ کیا عرض ہے اس سے پ

سر نہیں سی وہ نامید میں
یار کے دیدار سے محروم میں

قید میں عصیان کی جو قید میں
جو گناہوں کی پری میں جال میں

تن بدن کو بالترتیب جو کوئے
 لذت تین پر سے ہن جو کہ بند
 بند تن کو توڑ زندان سی نکل
 اوہ توجہ کر سوی ملک نعیم
 اوہ کہہ بہر خدائے موج تو
 یار کی تجھ کو محبت ہے اگر
 ظاہر اور باطن یہ علم ہی نیکین
 یہ وطن ہندو خاق و شام کے
 یہ وطن دنیا کی ہی سبائی ہے
 دشتے دنیا کی سرخی خرقطہ
 ترک دنیا کو کرے ہی یار جو
 چوڑ کر دنیا کو جاتا ہی وہ یار
 نیک طبع ہن وہی ای نیکین
 میں سعادت مند جو سب چوڑ کر
 سوطن میں ہی تجھے جان اک سفر
 بلکہ اس راہ کی باغ و بھار
 ہر تین اس قدر تو آہنبا

قید میں ہن نفس و شیطاں کے
 اونکی گردنیں ہے جبل میں بند
 یار کے کوچہ کو اوہ نہ کر جلد چل
 یاد کر او طمان اور عہد و تدیم
 یار کے کوچہ کو اور اوں عہد کو
 راہ لی کوچہ کا اوں کی جلد تر
 کہتے ہن یان سی ہی حب وطن
 وہ وطن ہی اور جسکا نام نے
 کب کرے تعریف دنیا کی ہے
 ہو خطا سی کب تجھی ایمان عطا
 دو جہان کا ہوتا ہی سردار وہ
 اوں وطن کو نفس پر ہو کر سوار
 جسکو غیب سے سوی اصلی وطن
 رکھتے ہن وہ راہ اصلی پر نظر
 چون مسافر رہا ہی کرنا گزر
 کر لیا تو فی وطن ہی اختیار
 اوں وطن کو کر دیا اول سے جدا

اس وطن میں ہی جو یہ خود بی وطن
 موڑ نہ اور تن سے جان کو شاو کو
 چھوڑ کر اسے وطن اپنا بہلا
 یہ ہے یہ دنیا خانہ ویران یار
 یہ ہے یہ ویرانہ سمجھ اور خود کر
 یہ ہے یہ جنت فنا ہے کفار کے
 اور تو من کو ہی زندان یہ مکان
 فکر کر ایسا کوئی امی بی شبہ
 آشیانہ ہی تیرا عرش برین
 چھوڑ کر گئے اپنا خانہ زرنگار
 کیوں خراب باد میں تو ہی پڑا
 کب تک اسی شاہ باز پر فتوح
 حریف صد حیف امی صاحبزادہ
 کب تک اسی باد شہر سبا
 کر کے گوش بند پامی دور کر
 کیوں پڑا خاک کی کوتھیں میں سگرل
 تا غنیمت مصر ربانی ہو تو

تو پڑا کب تک ہیگا خستہ زن
 اپنا تو اصلی وطن آبا و کردہ
 کوی ویرانہ میں رہتے ہی پڑا
 اسکو نادان ہی کرسی ہی خستیا
 آوون اور چند دن کی رہنے کا گھر
 ظالم و فاسق و بد اطوار کے
 عیش اور آرام زندانِ بھن کہان
 تاکہ تو اس قیدی ہو وی بدر
 تو پڑا ہی قیدی من اندر زمین
 اس نجاست پر ہی تو مفتون یار
 دیکھ بھل گلزار کی آب ہو
 تو رہیگا دور از اقلیم روح
 ایسے ویرانہ میں کہوئے بال و پر
 تو رہیگا اس سفر میں بستہ پا
 اور اوڑا تو آپ کو پہر عرش پر
 گر تو رہیگا کوتھیں سے آنکل
 جسم سی چھوٹی تو رہی وصالی ہو

اس بخت پر پینہ پیرہ دیکھ کر
ایکدہ کی لہری اسی زشت خو
واسطے تصویر بجا کی میان
بہر پرسی دلیں خیالات جهان
روح دلسے سب خیالات کو دھو
یار ہر جای نہ بنانی بی وفا
جستہ تھک ہو پسند ہر جای ہر
ایک سو ہو کر ہم سن جھمٹال

ہو گیا مفتون تو ای خیرہ شہر
جال میں توئی پیسا یا آپ کو
آکھو سوا کیا اندر جان
ذکر و فکر حق پیدا ہو گیا ان
جانسی اک یار ہر مفتون ہو
خالصا اک دلیا سے دل لگا
کیون نہ ہو بیزار اوس سی کروٹا
تھرک ہو معلوم ہر جای کا حال

حکایت بسیل بسیل کی لکھی گئی

ہی اک عورت خوب صورت تازمین
زلف خساو لب اوسکی رشک ہو
ایک دن باناز و باصد کروفر
انما قاسم ختہ دل حج ان
اوس پریکا دیکھ کر حسن جمال
درگتی سنٹش اور ضربہ قرار
اوسکو یون مجنون و شیدا دیکھ
یون کہا زن فی اوسی ایسی دہ

سیم حسن نازک بدن اور مہ حسین
جسکی الفت میں لاکھ عالم کا جوہر
ایک کوچہ میں ہوا اوسکا گذر
دیکھ اوسکو ہو گیا عاشق بجا
ہو گیا وہ مثل تصویر خیال
ہو گیا کل جو اندر دوسری یار
عشق کا اوسکی ہوا زہر اثر
حال کو اپنی بیا کر جھہسی تو

کیوں کہراہی کسا تجکو ہیاں
 جاپہانسی دیکھ اپنا کام کر
 اوس جوان نی یوں کہا ایجان جا
 عشق تیر الیگیا اسی میری جان
 عشق نے تیری مجھے بخود کیا
 یہ کہنا زنی اوسے اسی بی خبر
 حسن میں بہتر ہی مجھسی لاکھ بار
 دیکھ اوسی ہٹ کر ذرا اسی سادہ
 سنے کے یہ اور چوڑ کر اوسکو خام
 جیگا جاکے تو زن نی دوڑ کر
 اک طمانچہ اوسکی منہ پر مار کر
 مہری صورت پر اگر عاشق ہی تو
 خیر چہ کی کیوں نظر میری ہوا
 کرتا ہی دعوی تو میری عشق کا
 کیا ہی ہو ہی وفای عاشقان
 جو کہ ڈالی غیر برائی نظر
 عاشق حق ہو کی دیکھی غیر کو

کسے آئینہ سان حیران ہی
 کیوں بلا میں پڑتا ہی می خیرہ
 چوڑ تھکواب پہلا جاؤں کہاں
 ہوش و عقل صبر اور تاب تو ان
 کام تجکو کچھ نہیں اب تجھ سوا
 ہی مری ہمیشہ مجھے خوب تر
 جہ میں شمس قمر و نو تار
 آتی ہی چچی مرے وہ ماہ رو
 ہٹ کی چچی کو چلا چند اک گام
 و ہول ایک مونہہ پر لگائی جلد
 یہ لگی کہنی اوسی اسی خیرہ سر
 اپنی اس دعوی میں جو صادق
 ہی یہ دعوی عشق کا اسی بی حیا
 غیر کو یوں ل میں پڑتا ہی جا
 غیر پر مال ہو ظاہر یا نہان
 ہی حقیقت میں وہ مشرک سر بسر
 کعبہ میں جا ہی بنانا دیر کو

رکھتا ہی دل پہ تو داغِ حسیہ
 غیر کو نظر و نسی تو اپنی نکال
 دوسرا ہی کون بیان حق کی سوا
 جو سوا حق کی ہی دوسرے کو جلا
 چند جو و مطلق اور بستے پاک
 تو کہاں اور میں کہاں عالم کہاں
 اول و آخر نہاں آشکار
 ہی ہزاروں آئینہ میں جلوہ گر
 ہی ہزاروں آئینہ میں اک جمال
 ہی کہاں ہی کشت آئینہ جان
 اتنی زیادہ کہ نہیں سکتا ہوں آ
 اس شکاری بندہ کو کر دیا
 ساقیا اس دشت و حشت ہی چھوڑا
 جام و حلت دیکھی ساقی جلد تر
 تاکہ میں سب چھوڑ کر کے بند تن

پہر چاہی کوچہ و لب کے سیر
 چشم و لبی دیکھ پہر حق کا جمال
 اسلئے احوال بنا ہی بی حسیہ
 ایک بیری تو پتا دل لگا
 دیکھا نہیں تیرے جو آدمی سب کے
 ہی یہہ اک نور ترہہ ہی جوان
 ایک ہی خورشید اور ذرہ ہزار
 ایک صورت جان لی ہی بی خبر
 اس کثرت ہی حیران عقل حال
 میں سب ہوا و صفات ہی اک جوان
 قند و حدت ہی ہوی ہیں بند لب
 گفتگو کی قید سے دل چٹ گیا
 یار کی کوچہ کا دے رستہ بتا
 ماسوا کی قید سے آزاد کر
 بحر و دشت عشق میں ہوں غوطہ زن

اسچین بیان ہی بلاؤں و محنتوں کا جو عشق کی راہ میں
 ہیں اگرچہ پہاڑی میں لیکن سب کے لئے ہیں عاشقوں کے لئے

بڑی احتیاج اور چین ہی اوپر عاشق آزاد کے

ہیں طریق عشق میں صدا بلا

عشق کی رستی میں لاکھوں نراں

محنت و خواری و ذلت اور حذر

کہانا اور پینا سونا ہی و مان

لے سزیر و بی قسرب و بی شقیق

ہونی میں ہمراہ عاشق کی مگر

ایکے عاشق باہران عشق ہیں

عشق کی وہ آزمودہ کار ہیں

جانباری میں ہیں محنت پر تہ خام

تو ہی ای انداد اپنی ہی شکل

خار و خس کو غیرت کی آگ و

سُن نہونی میں تیکر کب ہی ہرا

دھونڈت اندر خود کی ہیست

راہ میں فقر و فنا کی سہل ہے

ریخ و غم ہوتا ہی فرحت اور خوشی

کمر یونکا دیکھ لگے جس طرح

ایں ل غلیں غنیمت میں مبتلا

آفت و درد و بلا و بچ و ششم

انتظار ہی بقدراری در دسر

مان مگر ایکسا لہ و آہ و فغان

نی کوئی غم خوار او نکا نی فریق

آہ سرد و رنگ رد و چشم تر

ہیں وہ خوش ہر دم بلا و رنج میں

یاد شاہ باطن ہیں ظاہر خواہ میں

بود ہی اپنی ہیں بی خود لا کلام

ہو کی بخود کو چہ دل بکھر چل

بافراغ دل تو تنہا راہ لے

مست ہو تو اس میں تجھی ہی فائد

بہتری ہی بخود ہی میں ای اخ

جسم کو جان کو پہنچے غم گرے پے

جیکہ حاصل ہو دی مقصود ولی

بہیر یا ہوتا ہی خوش اور با فرح

بگریوئی پاؤں کی گرو و غیار
 ہی اسی صنور سی حال عاشقان
 او کو حاصل کیا جمال یار ہے
 عشق کی زمین ہو کیا سو مگی
 عیش و عشرت جیتلک جھوٹی تع
 ہوئے جیتلک جھپیر ستایش حرام
 کب پہلا حاصل بھی ہوا عشق
 غیر کامی کے او بجا کام نہ
 قوشہ ہی اس آہ میں تقویٰ ترا
 لذت و خلوا کیا ہی تیرا بہ و مال
 تان ملو کیا ہی جینہ و زندون
 تان ملو کیا ہی فکر نام و سنگ
 تان ملو کیا ہی یہ باغ و بہار
 تان ملو کیا سی یہ طول و مل
 تان ملو کیا ہی سن اسی بد قماش
 و اعطی دنیا ہی دو کی ہوشیار
 بل بقا کی و اعطی ہی خود پسند

پشیری کی نگہ میں باغ و بہار
 سولہ و درد و غم میں بیکان
 گر چہ سن او کا مثال خارجی
 سرسیر ہی درد و خون آلودگی
 غیر حق ہی اور مونہہ موری تو
 رکھ سکی کب عشق کی سستی میں کام
 بتلا ہی تو تو اند جو درد و فتن
 عشق کی رہ ہی رہہ حرام نہ
 تان و خلوا طاق میں رکھ ہی فنا
 باغ و راغ و جنت اقبال حال
 تیری گرد میں ہے خون طوق بن
 جسکی خاطر ہی پیاری صلح جنت
 مست و فکیر و خانہ زرتنگار
 اور فریب و علم ہی عمل پیا
 یہ سخی تیری سب تر بہر تعاشق
 زیر دست ہو گا کس کس کا تو یار
 ہو گا کس کس کا تو یہاں جہانمند

لیگیا ایک لخت بہہ حلاوتان
 در بدر رسوا پیرانا ہی سدا
 نام تیرا جان لی مرد غمی
 کیون پیری سوزنا اید ہر دم
 حرف الزرق علی الرب الکسیم
 رزق سبکو دی ہی وہ لیل و نهار
 پھر پیری ہی کسے تو در بدر
 صبر کے گوشہ بن ابوبیٹہ کر
 تاکہ دی تجکو دکھا راہ ہدا

جیش اور آرام تیرا ایچوان
 تجکو بہ صبر و توکل ہے چور
 دہو دیا لوح توکل سی سہی
 گوشہ صبر و توکل چوڑ کر
 کانین تیری پڑا ہی ہی لیتیم
 یعنی ہی رزاق وہ پروردگار
 رزق دی ہی وہ شجھی شام و سحر
 جاقناخت پیشہ کرایہ نجبر
 گھر کے کئی کوہی جا مرشد بنا

اس میں بیان مسابدا کا ہی کہ دنیا کو ترک کر کی پہاڑ کی غار میں بیٹھا تھا اور
 ازنا المذبح کا اوسکو امتحانا اور نصیحت لینی اوسکو ایک گتی سے

غار میں جب طرح اصحاب الرقیم
 غار میں بیٹھا کری تھا یاد حق
 رات کو کرتا عبادت بیشمار
 تان و خلوا پہنچتا ہی اسو
 اور سحر وہ فوش کرتا نصیحت
 یا دین القہ کی مشغول تھا

کوہ لبنان میں تھا اک عابد مقیم
 چوڑ کر ظاہر کی سبک حق و حق
 دن کو رہتا تھا ہمیشہ روزہ دار
 قدرت حسی اوسی ایک وقت پر
 ادنا و تنی رات کو کہتا وہ
 الغرض وہ رات دن مرد خدا

یوں بسر اوقات کرتا تھا گدا
 نان ملوا دیتا تھا اوسکو خدا
 آخر شاکر روز پیر امتحان
 انتظار کی نہ آیا پر طعام
 جب آيا شام ہی لی تاسحر
 بھول گیا تیار صوم و صلوٰۃ
 اور نکی اوسنی عبادت کچھ لا
 انفرنس کی رات تو جیون قہن بہر
 آخر شاکر اوپر کڑوا باضد اضطراب
 کوہ پر ہو کر کھڑا وہ بی خطر
 جبایہ چاروں طرف کی اوسنی نظر
 کوہ سی بچے اوتر کر وہ اے
 من لو اوس قریہ میں ہتی ہتی تمام
 عابد اک کافر کے درپہ ہو کہسٹرا
 ابرے دور وئی اوس عابد کو دے
 دے کیا نابد فی سپر قہنہ مکان
 گانوی باہر نکل کر وہ جوان

فکر کہانی مینی کا اوسکو نہ تھا
 بی شقت اور بی محنت سدا
 ہو گیا موقوف وہ حلوافان
 وہ ہوا زار و نحیف اسی نیکنام
 سیکڑوں آتی لگی دلبین خطر
 فکر کہانی مین را وہ سازی رات
 اور نہ سویارات کو وہ مطلقا
 ہو گیا اتنی مین ہنگام سحر
 عاریسی باہر نکل آیا شتاب
 اور لگا پھر دیکھنے ایدہر اوکل
 دور سی قریہ اوسی آیا بظفر
 گانوی اندر گیا باصہ خوشی
 گبر اور قوم نصارا لاکلام
 یہ کہا کچھ دو مجھی بہر خدا
 لیکے اوسکو وہ جلا باصہ خوشی
 تاکری افطار روزہ اوس کے دیا
 تار کی جانب ہوا جدم روان

ایک کتاب گھر دو روز پر
 پہلو کی ماری بیہ تھا احوال
 گرچہ آگے اوسکی کوئی خبر نہ تھی
 تو وہ کتاب دہائی اوسکو جان کر
 جو زبان پر آتا تھا لفظ خبر
 کتاب کو پا کر کے عابد کی ذرا
 جب لگا عابد کو پہونچا نے ضرر
 ایک روٹی بچری تھی وہیں سب کو
 کتاب جب اوتسی فراغت پا چکا
 دوسری روٹی جو اوسکی پاس تھی
 دیکھی اوسکو پہونچا عابد روان
 دوسری روٹی یہی جب لکھنا چکا
 پچھلی اوسکی مثل سایہ وہ چلا
 ہوئی عاجز اوس سی عابد نے کہا
 تیرے مالک تیری دور ویشی سوا
 سو وہ دونو تجھ کو اب میں ہی چکا
 اور کیا چاہی ہی مجھے اسی بلید

رہتا تھا مدت ہی ایسی کو سیر
 لگتی تھی اتھوان اور پوست و گ
 کہینچتا گردہ پر کا رہے
 جان دیتا تھا وہ اوس پر بی خطر
 وہ سمجھ کر خبر دی تھا اوس پر
 دُور کر جٹ اوسکے وہ بھی پڑا
 ایک روٹی خوف سی دی جلد تر
 لیکے اوسکو دورا وہ مرد نکو
 دُور کر عابد کا پھر چھا لیا
 تنگ ہو کر وہ یہی اوس کے ڈال کے
 اوسکی ایذا سی کرتا پاوی امان
 چھر چھر اگر کان پر سے چھے پڑا
 پہونکتا اور کپڑے اوسکی بہارتا
 میں نہیں دیکھا ہی تجھ سے بی حیا
 کچھ نہیں مجھ کو دیا امی بی حیا
 پیہر کیوں گرد تو مجھ کو بتا
 کیا حیا تجھ کو نہیں ہی امی سرید

قدرت حق سیہ کتا نگہبان
 یہ لکھنے کو اسی مہر خدا
 بچہ پی سے اتیک ای نامور
 گہرا اوکی بن رہا ہون ساریاں
 گاہ تو دینا ہی جھکو پارہ نان
 اور گاہی بھول جاتا ہی مجھے
 گزری ہیں بھریت شام و سحر
 گاہ ہو بائی کہ پیر گبر
 ہفتہ ہفتہ گزری ہیں بہت اتھان
 پرورش بائی جو میں اس در اوپر
 کردہ صد مار بخواب ہتا ہون میں
 اوکی نعمت کا کہی کرتا ہون شکر
 لہیتا ہون عشق کے بازی سدا
 الغرض یہ عامی اوکی در سوا
 از بچہ ہوا یکدن ای نوجوان
 بس بنائی صبر میں آئی شکست
 اپنی اوس زباق کا دے چوڑ کر

گفتگو کرنے لگا چون مردمان
 غور کر شک میں نہیں ہون بچا
 رہتا ہون اس گہر کے دندوڑ
 بکریوں کا اوکی ہو نہیں پاسیاں
 او گاہی دی ہے منت استخوان
 کچھ بہنیں اوسدن کہلاتا مجھے
 روٹی پڑنے کچھ بہنیں آتی نظر
 لی میسر بکونی جھکو
 خشک ٹکڑی کا نپا تا کچھ نشان
 اور کے در پر نہیں کرنا گذر
 در پر اوکی پر پڑا رہتا ہون میں
 صبر سے رہتا ہے گاہی جھکو نہ کہ
 ساتھ اوکی میں لید ریخ و عشا
 اور کی دیکھ نہیں بچا نہ سنا
 فی لائقہ تیری حلوا و نان
 غیر کے دیر گیا الی خود پرست
 گہر کے در پر تو آیا د وڑ کر

کچھ کی زرافی پر اپنی نظر
 اسلی روئی کی بی دوست کو
 اور دشمن دوست کی دوستی
 اب ذرا منصف ہوا میری خدا
 سنکے یہ عابد گرام ہوشن ہو
 اس سنگ ملعون نفس لداؤ کے
 صبر کا دھپا اگر تجھ پر کھلے
 ساقیا میری خبر لے جلد آ
 نفس شیطان کی کیا محکوم اسیر

انگنی آیا تراک کانر کے گہر
 چوڑا کر کے تو اپنے دوسے کو
 کچھ جیٹھکونہ آئی سی اسنے
 بھاڑ تو بچکے یا مین ہون شا
 پٹ کر سر پہ بیا ہوشن ہو
 یہ نصیحت گہر کے کتنی نی کے
 گہر کے کتنی سی کتر پر تو ہے
 نقص او شیطان ہی ما تو لے بچا
 ہو کہن پر خدا تو مستگیر

ایمن خدمت یا کارون اور کارون کی کہ شکر شیطان کا ہی

کیا ہی دنیا جانامی مرو سنے
 تسانہ دوسو اک تسجیر و ریا
 زہد کا دعو اور تھکاو بیشمار
 بے بیا فقری کی صورت بی فقیر
 ای شان تجھ کو کہ ایسی ما پیسے
 ہی توقع تجھ کو ای مرد سنے
 مستند ہو کر کے سب ہیں جہان

واسلی زر کی بنے تو متھے
 جینہ و دستار قلب بی صفا
 جاہ و عزت کی لٹی ای نا بکلر
 یا کرین تقسیم سب شاہ و وزیر
 سامی عام کو مطیع اپنا کری
 تاکہ اس چھوٹے فقیر سے تیری
 لدوین نظریں باس تیری بچھلن

ہی نہیں معلوم تجکو اسی عزیز
 دین بیت عالم میں عاقل گنتہ دان
 یہ جو کرتا ہی منسیرب و مکر تو
 پر یقین ہی تجکو اب بیشک یہی
 اپنی خود بینی سی تو ہی مارتا
 فکر میں ہر دم ہی تو اسبات کی
 کار نمبر اسر بسر دل و خصلت
 واسطی زر کی بنی اسی نابکار
 نان بصلو کی لئے توئی معین
 جاہ و عونت کی لٹی اسی بی خبر
 دین دیا توئی لیا نان حرام
 مال کہاتا شاہو نکا با مکر و شید
 نئے فریب مکر سی شاہو نکا مال
 پر یہ تقویٰ اور نایالت ناڈ
 ہی ہمیشہ برقرار او مپا نکار
 سنگ آہن سی ہی یہ مضبوط
 کچھ نہیں نقصا اذن او مکر

این جہا نہیں سیکڑوں اہل تمیز
 جانتی ہیں سبکی خوبی و زبان
 اس ہی وہ واقف ہیں بیشک ہو
 مال سی یہ نہیں واقف کوئی
 لاف تقویٰ اور علالت کی سنا
 بیستی پہا کی عزت اودوات ملی
 کرتا ہی تحصیل جاہ و اعست
 مستقی و عاقل و پرہیزگار
 کہو دیا ہی ہاتھ سی اسلام و دین
 دین ایمان سی پڑا تو دور تہ
 مکر و حیل بہر متخیر حرام
 چھوٹی غیبت سی نہ تیری مکر و زید
 ہر طر سی پہراوسی سمجھے مال
 ایسی صفوں کی ہی قایم ای جہود
 یہ عدالت اور تقویٰ سے نابکار
 جو نہیں آفتابان کسی شی سی
 از ہذا الت اور تقویٰ کو تیرے

نے نخل اسکو کسی شے سی عزیز چوٹی صنوی حکم بی بی تمیز

حکایت مکمل

<p>حال اوس عورت کا سن بکاسی عمر شہر ہزارین تھی سن اک بیوہ زنا بام اوس عورت کا تھا ایہوشیار بس عبادت ہی اوسی میل و نہار صبح سی لیکر کی تا وقت عشاء بغوشا کی بیج نکٹہ بی شعور ایک دم بہر مرد بن رہی نہ تھے آتا جو اوس بیبا کی پاس یار لے نماز شام سی تا بامداد اور نہ خالی ہوتی تھی اوسکی دوا جو کوئی لاتا مراد اپنی وہاں زند اور او باش کی مقصود کو اوسکی ہلکی چرخکی مانند یار اور اسے سال تہن پر وہ نابکار جسکیکے نیچر سی او ہستی بننا</p>	<p>جو کہ نور کہتا ہی کچھ غفل و تمیز کہ نہ رند حیلہ ساز پر زفن کہتی ہن بی بی تمیز ہوشیار ہتی سدا رخت بہت امی نادر یا و صنوی بہتی تھی امی مرد خدا رات بہر کرتی زنا فسق و فجور گرچہ بہر چوڑا چار ہو کوئی اگی اوسکی پڑتی تھی دامن مبار نامراد و نکو سدا دیتی مراد ایک دم بہر بی قائم سی نیکذات جہت رقم کرتی وہ اوس پر بیگان خوب بدلاتی تھی وہ امی خوبو پہرتی ہی بہتی سدا لیل و نہار کرتی تھی حق کی عباد و تابشمار ہوتی تھی فی کمال مشغول غبار</p>
--	---

بی وضو بی غسل بے نیت سدا
 جسکے اوپر کہتی تھی وہ بزرگ
 ایسی بدذاتی کی پیروی حیا
 ایک دن ایک شہداء اوس ہی کہا
 اس طرح کی کار سے تیری سچے
 باوجود ایسی جنابت کی سدا
 جی طرح بی بی تیز کا وضو
 نیت اور آداب بندہ محکم وضو
 یہ وضو تیرا سنائی نیکو سیر
 لکھ ہی بد سکندر سے دو چند
 ہی مثال النبی ہی تقویٰ کی تیری
 یوں ہی فتویٰ اور عدالت تیرا
 ہی خدا کی مار ایسی شخص پر
 ساقیا آحد سے گزرا انتظار
 کر کے تا اوس کی امن کو جاگ

خوب کرتے تھی دکن غریب سدا
 با وضو رہتی ہوں میں آٹھ دن بار
 اگر کہتی تھی میں ہوں بار سا
 کیا کہوں تجھ کو تجب ہے بڑا
 حیرت آتی ہی بہت اسی نیت کی
 خوب رہتا ہے وضو تیرا
 سو جنابت سے نرہ شے تھا کہو
 کرواں کچھ حال اسکا مجھے تو
 سنگ و فتن ہیں ہی تھی وضو کا
 جو کسی شے سے نہیں اٹھو کرنا
 ہر طرح کی کام سے قائم رہے
 سو قرب و کمر سے ہے پا دار
 جیسا بی شرم ہو ہوا سقد
 جام دی رہیں سے بستیوں کا
 اتش دل سے میں ڈالوں سر نہا

ایمن مذمت اون کی کہنی والوں کی ہے کہ مقصد اون کا غرض تھا میرے لئے مقصد
 اور علم اور بزرگی اپنی کا اور وہو کا دنیا ہی خلقت کو

کیا ہی دنیا جان تو اسی خود پسند
 درس تیرا سنی ہی صبح و شام
 بہر گناہا فضلت اور عمل
 تو بہ کرتا اب جو وعظ و ہند ہے
 علم و فصل اپنا جانی کی لئے
 ہر طرح اپنا جتنا فضل و کمال
 تاکہ ہوں تابع تیری کچھ عام میسر
 جا بل و نادان و بے عقل و شعور
 معتقد تیری ہوئی وی پر ضرور
 جا بلو غنیمت بیٹھ کر بن سدا
 خوب سی نعمتیر کو دیکر کے زیب
 دوسر کو تو نصیحت ہو مدام
 راہ جنت کا بتاوی اور کو
 رہ تباوی اور کو گلزار کا
 شہد و شربت اور کو دی ہی بلا
 کڑنہا ہی اور کو سیدی راہ پر
 پہنچا ہی اور کو گلزار میں

مگر حیلہ کا تیری بہہ وعظ و ہند
 تاکہ ہوں شعور علم اور فضل تمام
 آپکو ڈالے ہے تو اندر قفل
 خلق میں مشہور ہو چکی لئے
 سو خرابی اور بلا میں تو پڑے
 مرد و زن کے واسطہ ڈالی ہی جال
 سو فریو نشی تو لایا دام میسر
 جال میں تیری پڑی ای پر غور
 کون شوی کاہنیں جبکو شعور
 علم و فضل اپنا جتنا یا خوب سا
 جا بلو ن ناواقفون کو خودی غریب
 اور ہو دی خود و نصیحت لا کلام
 آپ لی دوزخ کا رہ لی گفتگو
 اور لیوی آپ رستا نارا کا
 آپ پیتا ہے پیالہ زہر کا
 اور خودی آپ گمراہ جان کر
 آپکو ڈالے ہے تنہا غار میں

بھجتا ہی اور کو گلزار میں پڑ
 ہی ایہ سب اس واسطے ای پر غل
 خوب سی شخی جتای کہول کر
 پر اصول و فرع تیری اسی ہے
 کچھ حیا ہی تجھ کو آتی ہی بتا
 جان اس میں تیرا کیا غول ہے
 کرتا ہی جو تو ریا کا وعظ و درس
 یہ ریا کا جو تیرا ہی وعظ و ہند
 ہوتی ہی جس درس میں ریا کو دیا
 چور ہی پوشیدہ دلیں یہ ریا
 خنجر لا حول سی اس چور کو
 دولت ایمان لی اسنی بچا
 درس جو قربت ہو اس سی خضر
 آپ کو جینی اگر اس مرض سے
 اسے دولت کو وہ اپنی باہر
 ساقیا لی بہر حق میری خبر
 وقت ہی آدا کی ادا کا

آپ کو ڈالی ہے تنہا خار میں
 لوگ جانی تا تیرا علم و عمل
 مگر اندر مگر کہلاتے ہند
 حکم ان دوسری نہیں ہی ایک ہی
 حق تعالیٰ اور ہم سے پہلا
 یہ ریا ہی درس یا مقول ہے
 ہی بہر شیطان تیرا اور نفس
 نہ رہی طین میں اور ظاہر میں
 درس ہی کب ہی وہ اک قہر و بام
 دولت ایمان کو ہی کویتا
 قتل جسے کر دیا اسی نیک نو
 باخوشی جنت میں جا ڈیرا کیا
 ہی نہیں وہ درس لیکن ہی حق
 کر دیا آزاد جان اسی نیک ہے
 ہی وہ دوڑانا فراز عرش پر
 نفس و شیطان فی کیا زیر و زبر
 کر کی ادا و انکی بچون سی چوڑا

تاکہ یہ جا کر کے پے رو وریا
اوسکی قدموں پر کری سر کو فدا

اسمین مذمت اور بُرائی اون لوگوں کی ہے جو ہمیشہ
اسبابِ نیا کا اکھٹا کرتے رہتی ہیں اور غافل
ہیں حاصل کرنے اسبابِ عجب کی ہے

کیا ہی دنیا یعنی اسبابِ جہان
یہ کہ سے قرب خدا ہی تنجو دور
کر دیا قربان اسے اپنا سر
کر دیا ہی تلخ تیرا پار کام ہے
اور ہی اکثر تیرا ہی نیاں جو
جلد اس اسباب کو ای بہر دور
اور اس دنیا ہی دونہر خاکدال
سعی تیری ہی یہ ایسا حب ہر
سعی کچھ جانی نہ بخشی کی ہی
اسکی رہ میں موٹکا فی ای شقی
چھٹی اسکی دوری ہی لاجبان دل
با وجود اس سعی و محنت کی ذرا
سعی دنیا میں نہ تو عمر بسر

آفت جان ہی ہر اک پیر و جوان
اور کرے راہ ہدی سی تجلو کو
انہو توبہ حق سے دور تر
اسطرح کی جان مکوائی تمام
لیگیا ہی نہ رونق اسلام کو
بیخ و بن ہی تو ادکھاڑ اور دور کر
آیکو بار گرا نسبی تو نہ مال
فوسطی دنیا ہی نہ کی ہر سر
سعی دنیا میں نہ تو تیرا مال
اوسکی رہ میں کنڈھنی جمعی
اوسکی بچھی جانی ہستی گل
جو کہ جانی نہ تو حاصل ہو
کیا ہو نہ تو عمر بسر

<p>کار دنیا کا یہی برآتا میان کار دنیا کی سب ہو جانی درست جو کوئی دنیا کی دھوکہ ترک کر اپنی اوس بند کی جانب رجوع ہوئی ہیں ان سب ہی نیک نام کان دھر کر ہیں انی ہی خوشخصا</p>	<p>سچی جتنی کے جو کر تامل بیان کار جتنی کا جو کر تامل دست اسلی فرمائی ہیں خیر البشر ہو تاملی جہٹ با حصوص و خوش کام اوسکی دین و دنیا کے تمام اسکی اوپر یاد آئی اک مثال</p>
---	---

اسمین بیان ہی کہ اختیار کرنا کار آخرت کا اوپر کار دنیا کی بہت

<p>کرتا تھا کہیتو کا ہیشہ ہی میان بہاگنی کی اوسکو عادت نہی مار اونٹ اوسکا بہاگ جنگل کو گیا تھا کہ پانی زرع کو دی نہر سے پانی دیتی کا یہی یہ وقت ہی میرا اونٹ اپنی کو میں بہر پاؤں کا ہوں خرابی میں پڑا سب بات سی ہوئی تھی بالکل خرابی غریبان بس نا ز اور زرع دو نو کہو چکا ہر طرح کی رنج میں تھا مبتلا</p>	<p>تھا کوئی ایک مرد صبح فوجوں پاس اسکی کہتے ہیں تھا ایک شہر اتفاقاً دن جو آیا جمعہ کا اگر وہی دن جمعہ کا اوسکی تھے مرد حیران ہو کی بولا ای خدا کہ میں دن کہتے کو پانی بیان اور نماز جمعہ ہی دن تھا تھے کہ نہ دوں کہتے کو پانی بیان جو میں ہونڈ دن دنٹ کو جنگل میں اس تردد سی وہ مرد خوش تھا</p>
--	---

آخرش بولا تامل کر کے و و
 کہو نہ اس ولایت کو ہی مینکات بقا
 یعنی کار دین کو ہو وی بعت
 جو کہ فانی سے لگا دلی دل غریز
 کہتے ہیں حضرت محمد مصطفیٰ
 جا غرض یکسر مسیحی اوسنی لی
 بنا کی مسجد میں ہو اشغول ذکر
 با خضوع دل بصد عجز و تیار
 ہو کی فارغ جبکہ آیا اپنی گھر
 ہی گہرا اپنی مکان پر اپنی نیل
 اپنی بی بی سی یہ پوچھا اپنی جا
 یہ کہا عورت بی اوسکی ایمان
 ہو کی گرد اوسکی قوی ساہیبا
 شکر حق کرنے لگا وہ نیاک خو
 ابین جا کر سنبھتا ہوں کہیت
 کل آوی ڈا تہ میں تیری اگر
 آخرش اور ہر وہ مرد و بیوان

چل ناز جمعہ کو جو ہو سو ہو
 اور سو اسکی ہی رشتے کو فتاہ
 اور کار و بیوی کو ہی فتاہ
 اس سی زیادہ کون ہی بس ستمیر
 حج مسکینو نکا ہی دن جمعہ کا
 اجر قربانی کا پایا اونٹ کے
 اور ہولای دسے سبنا کی فکر
 سامنی حق کی پڑھی اوسنی ناز
 دیکھتا کیا ہی کہ وہ اوسکا شتر
 عاجز و مسکین غریب و ناتوان
 کس طرح یہ اونٹ آیا ہی بتا
 اک درندہ اوسکو لایا ہی بستا
 مار کر بہا تنگ اسی ہو سنا گیا
 یہ کہ رب لایا ہی مبری اونٹ کو
 اپنی اوس معمولی پر چٹا کہ ہو
 جز کو تو مست چور پرانی بہرہ و
 کہیت کی تباہ ہو اپنی رہا

اے کی دیکھا کہیت کو جو غور کرے
 خود بخود اور حق نہر سے بس بیگان
 ہو کی چیز ان مرد بولا اسی بندہ
 ہی نہ ہنسایا میرا ایسا پہلا
 پیر چھا آخرا وہی ہمایاوشی جا
 بولی سیک یہ عجیب اک ماجرا
 سچے تھے چننے والے اپنی کہیت کو
 روکتی تھی ہر طرز جسے ہم اگر
 ہو گئی لاچار جہاں میں یا ادب
 حکم حق سے کہیت میں تیریاں
 ہوئی شادان اور خرم وہ جوں
 جو کوئی دنیاوی دولت ترک کر
 اپنا خود اگر یہ دنیا اسی غلیل
 دین کو دل سی کری جو اختیار
 اور حق کو چھوڑ دنیا میں ہے
 جسے کی دنیا مقدم دین پر
 ہو گیا اس شخص پر قہر خدا

پایا سب سے بڑا اور خوش تازہ تر
 اوسکی ہر کاری میں ہی پانی روا
 کہیت یہ سیرایا کیوں کر ہو گیا
 کہیت میں پانی مری دیتا جو آ
 کہیت میں پانی مری کسی دیا
 خود بخود پانی ابد ہر کو ہو لیا
 پر نیچ پانی جاتھا تیری کہیت کو
 پر یہ تیری کہیت میں کرتا گذر
 چھوڑ کر آخر گئی ہم بدلہ سب
 ہر کاری میں ہوا پانی دوان
 شکر حق کرنے لگا بس سیکر ان
 باندہ می حق کی عبادت میں کمز
 پاؤں میں اوسکی بڑی ہونے کیل
 خود بخود دنیا ہوا اوسپر شمار
 دین و دنیا سب خراب اپنی کری
 وہ ہوا خواہ و تباہ خسرت بگاڑ
 جو ہوا دنیا ی دین و دنیا

ہونہ حاصل دین دنیا ہی دون
سابقا وہ بام دی اب بنو بنو
چوڑ کر دنیا ہی و دین کو سرسبر

قدر و فخر میں پھر جاسر گون
عیش دنیا جس سی جہ پسر دہو
حکم پر دلدار کے بانڈ ہون کمر

سوال کرنا کیسے زاہد کا ایک امیر سے کہ کب قدر سعی اور اس امیر کے
میں حاصل کرے اس باب دنیا کے اور تنہا کرنا اور ڈانٹنا اسکا
اور پھر حاصل کرنے سامان آخر تک

یہ کہنے کے تھا صاحب کمال
پہر کہ دل تیرا ہی ہر شام و صبح
سے تیری بہر دنیا ہی دے دے
یوں کہ آیا دوستی کہ بے حد شمار
یہ کہا ماز فتنے او کو تو پیدا
کیا ہو اچھل جتھے میٹھی خلیل
پر جو تھی مقصود ہی روشن ضمیر
یہ کہا عارف کی اسکی ہی تو ب
ریخ و غم میں تو عبت او کی مین
تو بدہنا شغل کو اسکی کیا
جانتا ہی وہ جو کچھ تو اپنی فتا

ایک منعم سے کیا اوسنی ہوا
در پٹی مال و منال ہی ناموس
کب قدر ہی کہہ تو امیر و غنی
کار میرا ہی ہی بلن و نہار
رہتا ہی اسکی تک و دو میں سدا
یہ کہا اوسنی کہ کچھ قدر قلیل
پرنہ آیا اوس سی کچھ عشر عشیر
فکر میں تحصیل کے ہر روز شب
عمر کو کرتا ہی اپنی رائیگان
عمر اپنی اسپہ کی تو بی فدا
اوس سی کچھ حاصل نہیں بجا ہوا

مدعا۔ لکاتہری ایسی ہی کہیں
 ہی پہلا دنیوی بیہشتی کا گھر
 اوس کے کچھ جاکھن کیونکر ہو جان
 یعنی اس دنیا کی دوسری اب بھی
 مردم ہن جو کہ دنیا چھوڑ کر پا
 اور تو برگا و نفس بے خیا
 باد حق کو تو نماز فرض جان
 اس جانی فی مین تو فانی ہوا
 وسطی بختی کے تو ای بہرہ ور
 خود بخود یہ زوال دنیا ہو ذلیل

کچھ نہیں حاصل ہوا ایسی نیک دین
 سچی کچھ ہی نہی تو ہی گھر
 میں نہیں کہتا تو کہ ای نکتہ دان
 دار عقیقی ہو کر حاصل کب بھی
 باندھتی ہیں براہ عقیقی میں کس
 کتابی ہر دم ناز اپنی قصا
 اس کی رہتای تو خافل نہان
 راہ عقیقی کو دیا دل سے پہلا
 چھوڑنا مبرا دنیا کو اگر
 یا کو نہیں بڑی تیری مال قبل

اس میں یہ بیان ہی کہ جو شخص دنیا کو چھوڑنی اور ترک کرے
 ہیں دنیا اونکی جیسے دوڑتی ہے اور جو لوگ دنیا کے
 ورے ہوتی ہیں دنیا اون سے بہا گتی ہے جھکا

ایک صاحب دلی باغ و جاہ
 اور گرداوس کی مرید اور طالبین
 ناگہان سے جانور ایک طرف سے
 ایک کی تو ایک سے پہا گستا
 باخوشی بیہوشا تھا اندر خالق
 جمع بدیشی تھے بعد صدق و یقین
 سامنی کو گئی اور تی ہوئے
 اور اوسکی جستجو میں دوسرا

او زمین آگے تھا کبوتریں ان
 اوسکی چھٹی مرغ زرین بال و پر
 اور چھٹی مرغ زرین کے اور
 کرتا تھا ایسے ہر اک کوٹھڑے
 دیکھ یہ بوسے مرید ای شاہین
 کیون کبوتر کے ہی چھٹی مرغ
 ہی کبوتر کا مطیع کیون مرغ یوتا
 جنس نامی مختلف میں ہی یہ کیا
 جنس کا طالب ہی اپنی ہر کوئی
 جنس جانب جنس کے کہتی ہر
 ہوتا ہی مومن کا مومن آشنا
 صاحب کوئی ساتھ ہو دینا جان
 زراعت ہر زراعت کی ہو کر اورین
 انبیا اس واسطی پیدا ہوئے
 آدمی تاملکی اپنی جنس سے
 جنس سے ہو جنس اپنی کامیاب
 انبیا ہوتی فرشتوں سے اگر

سے عاجز اور حقیر و ناتوان
 اور تا جاتا تھا وہ با صد کوفہ
 جاتا تھا بد بخت کو آجوں ہوا
 ہاتھ آتا تھا نہ اک ہی ایک کی
 ماجرا ایسا کہے دیکھا نہیں
 اور چھٹی مرغ کی کو اسی کیون
 زراعت باعنی مرغ کا تابع ہی کیون
 ایک کا تابع ہوا جو دوسرا
 جنس سے ہی جنس کو میل اچھے
 ساتھ لگتی ہیں اور ہی شے لیل
 اور کافر ہر مو کا فر مبتلا نہ
 ساتھ بدکاروں ہی ہو بدکاریان
 بلبلوں کی ساتھ بلبل خدش ہیں
 جنس سے انسان کی اسی نیک سے
 بے تکلف راہ حق کا یہ ایسے
 فیض ہو ہم جنس سے سب کو شتاب
 کب بگڑنے اولسی اولسیت بشر

کب پہلا انسان ہو کر لی حیات
اک جلاں جنس ہی ہو سو حجاب
خاندانِ جنس سے ہو جس قدر
روح چوای ہی ملک امر سے
جسم ملکِ خلق سے پیدا ہوا
نفس کے پیدا نشان دیکھو
جو کہے یہ میل جانبِ خاک کے
اور کہے جو روح کی جانبِ گذر
میل ملکِ امر کا جب اس میں ہو
جو بہت کو شش سے لاہو کی کو جا
بہر تہذیب اور کمالِ اجتہاد
اس سخن کی کب ہی ادا و انتہا

جانور و انسان

اور

راہ حق الہی فرشتہ نشی شباب
اور ہوں جنس کے گنہِ فتح باب
غیر جنسیت ہی ہو و تباہ
زہ و طاغوت ہی راغبِ اسلمی
خواندہ خورِ مینِ اسلمی ہی مبداء
حق فی خود و توئی نہیں جمع کی
نفس مارہ بنی ہی اور سنگھڑے
نفس نواسہ بنی ہی اور سوقت پر
آوی بواہ کی جانبِ اور د
لمہنہ کی طرف پھر کہتا ہی پا
سطنہ ہو دی اور اہل و داد
ماہر اداں جانور و کما بہر شہنا

جواب دینا اوس صوفی کا مرید و نیکو واسطی نسکین
اور دلِ جمعی کے اور بیان کرنا حالِ جانور و کما
کہ ایک سال کے پیچھے دوسرا اور رہتا تھا

یہ مرید و نیکو ہی توفیق کرتا
ہیں مثالِ او کی سمجھ اور غور کر

مرد صوفی کو ندادی تہاں
جو اوری جاتی ہیں یہ تہنِ جانور

بہا کتی ہیں ایک جو دنیا سے دو
 بہہ مثال او کی ہیں تینوں جانور
 طالب تار کہ ہیں جو دنیا کی اب
 بہا گتا ہی یہ کہو ترے بہ سہ
 اور وہ ہے مرغ زرین اسکی ہے
 لیکہ ہرگز یہ کہو تر تا زین
 اور چھی مرغ زرین کے اور
 پر نہ ہاتھ آتا ہی الکی دوسرا
 جان عارت ہی کہو تر کی مثال
 اسے یہین مرغ تو دنیا کو جان
 نزع یعنی اہل دنیا حرص سے
 کر تو دنیا دار کو کٹا شہار
 اہل دنیا واسطی دنیا کے مار
 ایک مکانہ اونسی بہا کی کے
 بہا کتا ہی مرد خانی مگر
 دور تھی ہی او کی چھی یہاں
 ہی ہی دنیا کا یار و ماجرا

دوسرے طالبین اسکی بالضرور
 ایک سے ایک بہا گتا ہی دور تر
 ایک کو ہی دوسرا کرتا طلب
 مرغ زرین کے فریب و مکر سے
 تاکہ اسپر آپ کو قربان کرے
 ہاتھ آتا مرغ زرین کی نہیں
 حرص سی جاتا ہی کٹا بھیاں
 گرچہ کوشش کرتے ہیں بی انتہا
 جاتا ہی حق کی طرف فی قیل و قال
 دوسرے ہی عار و بے کچی بھیاں
 چون زین مردار دنیا پر نہایت
 ہوتا ہی مردار دنیا پر نہایت
 دور تھی ہر طرف ہو مقہار
 مرد خانی کے جا چھی بھیاں
 کہو اس بھیا کی خوت کر
 بہا کتا ہی اس سی وہ مرد خا
 بہا کی ہی جو اس سی یہ دنیا پر جا

اور جو اسکو طلب کرتی مہربان

بہا کتنی ہی دوستی یہ کوسون مسان

تمثیل

اور میں اس پر تو مجھے اک مثال
ایک دن مارون رشید بادشاہ
اور گردا گرداوسکی لاکلام
مہربان اوپر جو کچھ سلطان ہوا
جو کہ تو شیخانہ میں موجود ہے
سنتی ہی مختار کا دوستی جہیہ
حکم پہر نوڈی فلا موکو دیا
جسکو اس نعمت سی جو سلطان ہو
سنتی ہی اس بات کی نوڈی غلام
کچھ کسی فی اور کیسی کچھ لیا
ہو خفا باندیسی یوان شہ فی کہا
خوض کی نوڈی نے جب شکرگو
اوسکی کہجنتی ہی کیا پر جو شہا
بادشاہ سنتی ہی جہت اس بات کے
اور کہا شہ فی اوسی ای بالادبا

غیب لوگوں کا ہوتا معلوم حال
تخت پر بیٹھا تھا با صد غرور خاں
تھی کئی آداب سی نوڈی غلام
حکم یہ مختار کا رچو نکو دیا
سامنی لا کر دہرین اہم مرے
ہر طرہ کی نعمتیں موجود کے
شہ فی کہیں یہ نعمتیں نکو عطا
سے ادبیا کہیں وہ بی گھر لیا
گر چہ سی ایک ایک نہ اک نعمت پہ تمام
ناتہ اک نوڈی فی شہ پر رکھ دیا
رکھ دیا کیون باتہ مجھ پر اب بنتا
صاحب نعمات کا ضمیر جو دہو
چہر صاحب کو چری نعمت چا
اوسنہ عاشق ہو گیا دلجان سی
کر دیا آزاد تجکو منی آب

اور یہ سب نعمای اور باندہی غلام اسطر حسی جو کوی حق کی لئے چھوڑ کر نسا دنیا سر بسر حق ہو کی خوش اوس شخص سے نویہی ای قداو بہر زو اجلان ماسوا پر ہونہ ہر گز ہنبتا	کردی تجھ کو عطا اسے نیک نام دسی سب نعمای دنیا پہنچو دے دل لگا دی اپنی حق سی بیشتر آخرت کی نعمتیں سب اوس کو دے دو جہا کی نعمتوں پر خاک وال خالصا بندہ حق ہے دل لگا
---	--

اسکین ملنت اور بری ای اون لوگوں کی ہی کہ خیر کئی ہن
ساتھ مصاحبت بادشاہوں کی اور دعوی کہتی ہن شال
ہوینکا پیچ اہل سلوک کے اور جمع ہونا دو ضد ہیکا محال ہے

کیا ہی دنیا جان تو ای بہرہ ہوش سرسی ہی ہی اور دسی ہی معاہدہ ہی ای قنای قربت سلطان سی سچ کر سچ سکی اور ہی ایمانکا ہی محین ضرر اسکے اوپر کہتا ہوں اک سلطان نیک لوگوں کا طریقہ ہی ہے	قرب سلطان تو کراں سی حذر قرب سلطان اس رہ تو دور آپ کو جسے لیا اس سی بچا کیونکہ یہ تیرا وبال جان ہی ہو سکی جتنا تو کراشی حذر کان دل سی تم سنو اے ہر بن جو بیان کرتا ہوں تجھ سی غنی
---	---

داستان

ایک تہا درویش بنیں سنو تم میرے
 چھوڑ کر دنیا کے سارے کاروبار
 خلق سے ہو کر خدایا جنگل میں جا
 بیٹھ کر اگر غار میں تہا سدا
 باہر آتا تہا نہ وہ اوس عمارت
 بعقبت کے جو ہو تھی بہشت تہا
 ایک مدت ہو گئی اوس کو بے
 ہتی اوس عارف پر عتبات خدا
 چھوڑی اس عالم کو جو حق کے لٹی
 جہد و کوشش شرط ہی پر آ پھر
 ہی بہت باریک راہ و لہجہ
 بیٹگی اس راہ میں بہت گہا تیان
 بہتی ہیں حضرت محمد اس مٹی
 راہ برے تا تو سید ہی راہ جا
 اولیا ہیں راہ بر کس راہ تھی
 غریب کر جب کری روزہ نماز
 سر باطن کب تیری دلبر کیلے

راہ حق میں چپ و کال بے نظیر
 کہ لیا تہا اوسنی گوشہ اختیار
 کہ تہا تہا ہی بن یاد خدا
 ذکر حق میں ہر گہری مشغول تہا
 پر کبھی حاجت ضروری کیلے
 کہاتا تہا برگ شجر وہ پارنا
 ذکر حق کرتی ہوئی اہل طبع ہر
 و اہل مولادہ رہتا تہا سدا
 بی شبہ وہ اپنی دلبر سے ملی
 راہ میں دلدار کے شام و سحر
 چل سکی بی راہ پر کب ای فشا
 طعی ہوں کہ بے راہ کبے افغان
 راہ بر لی ساتھ پہر تو راہ نے
 گہا تہو نہیں ورنہ ہو گا مبتلا
 اونکی دامن کو پکڑ اور راہ ملی
 بی مدد مرشد کی کب ہو سزا باز
 تو عبادت گرچہ کیسی ہی کرے

<p>لیکہ ہمیشہ تو ویسا ہی رہا اس عبادت سی نہ وہ کچھ کم ہو اس عبادت کو تیری پہر کیا کر منع کرتی ہی گستاہو نہی نماز سہرا طریاس سی کب تجھ پر ہوا تاکہ گردی تجھ کو سید ہی راہ کو بھوکریں کہا تا رہیگا جا بجا بیگان کی تیر کیونکر چل سکے بی گمانی جان شانی پر لگا بید و مرشد کی بتلائی کریم حال اوس درویش کا اب جھٹکی</p>	<p>گرچہ کی تو فی عبادت سب الہا جو کہ تھی حرم ہوا دل میں نہیں جو بجا حرم ہوا دل میں تیرے کشتا ہی حق دیکھ دیدہ کر کے باز عادی ہی ہی تیری روزہ نماز پیروی کر جانی غرض کی تو ورنہ اس نہ میں تجبی مرشد سدا سچ تو دل میں ذرا ای نیک کے تیر دیکھا ہی کو ی ہی اب بتا شہی پائیا ہی صراط المستقیم انہار کہتا نہیں ہی یہ مسخ</p>
<p>ذکر و فکر حق میں رہتا تھا سدا ایک عورت صاحب جن جمال اگنی خدمت میں اوس درویش کیا کریمہ کی کرم سی دور ہی جو کہ فراموش جالاون تمام</p>	<p>در میان اوس غار کے وہ پار گہان اک روز ایقہ خندہ فانی بانہرا ان خوبی درمید گئی جو کہ واسم قبول حضرت بھی تیری خدمت میں ہونگی مین مدام</p>

و فی حرم شریف تیر درویش کی

درمید گئی

دیکھ کر درویش فی اوسکی تین
 ہی بیہ دنیا بد گھراؤر نابکار
 بیہ کہا درویش نے اسی جیسا
 بہاگ کر تجھے یہاں آیا ہو تین
 پہر کہ کیوں اسی ہی آجای بلند
 بیہ کہا اوسنی کہ اسی درویش جان
 حق میں میرے تجھ کو اسی مروتین
 اسی ہو میں حکم حاکم سی یہاں
 کہہ کی یہ نظر و نسی وہ غائب ہو
 بیہ کہا عارف فی وہ جو اسی کی
 گنجادی گی وہ بیہی پارے
 مگر نجا مجھ پہاں سی دنیا کی دون
 مالی دنیا ہی بیہ زہر سمناک
 بیہی اوسکو صرف کر نیک امیرین
 واسطی حق کے جودی تو اکستان
 گرسخاوت کا تو پیشہ اختیار
 چاہتا ہی وہ جو کچھ ہر وہ دکار

کر لیا معلوم باطن سی دین
 ساہنی اسی میر کر کے سنگار
 دور پہو چپ سر تو ہر گز نہ آ
 چہ ہیکے آجینا ہوں تہا فائین
 مکر سی دشا ہی تیری اسی سعید
 حکم سی حق کی میں آئی ہوں یہاں
 فائدہ اچھ منع کرنی میں نہیں
 کیوں خفا ہوتا ہی مجھ پر اسی
 اور عارف کو ہوی دشت سترے
 جو تین مجھ سی بہت سی کہائی گی
 گور کا مصرف کرو غما میں اوس
 خج اوسکو راہ جتنی میں کیوں
 اگر اوسنی پاؤ تو اوسپر حال خاک
 تاکہ کاماوی وہ تیری قبر میں
 اوسکی بد راوی سو حشران
 تاکہ راضی تجھ سی ہو ہر دکار
 کرتا ہی اسباب و سکا اشکار

دس برس تک نہ ہتیرا اور غامین
 کوئی آتا تھا نہ افس پسلی سے
 گائیں بکے اونٹ خچر اور گدھے
 اتفاقاً اک برس تقدیر سے
 خشک رکسپت اور جنگل ہو گئے
 گلہ باہی اشترو گناوان و فر
 کچھ بھی سجایا تھی مبنی کی
 یوں پہرتی پہرتی اک ناگہان
 چنڈاں چوپای گرداوس غار
 پہر تو چروالی دنان آئی لگے
 ناگہان اک دن وہ غار سے
 کی تھی جو حق کی عبادت میں
 دور ہی چھوڑا لے صورت دیکھ کے
 اعتقاد ولسی جا ہر ایک سے
 جو کہ تھا در ویش مشغول خدا
 جکو ماصل ہو و وصل دریا
 آخر شربے بصد بجز و نیاز

تھرا رہا مشغول حق کی عبادت
 کیونکہ بستی سی تھا جنگل و درخت
 دنان تلک آتی نہ چروانی کی لٹی
 قحط عالم میں پڑا حد سے پر
 آدمی حیوان کل مرئی لگے
 چہرتی چروالی لٹی لیدہ ہوا
 دورتی چوپایا جھٹ او طرف کو
 اسی پسلی وں غار کے اشیان
 دیکھ سبزہ چکتی چکتی آ گئے
 لیکے چوپاے چروانی کی لٹی
 آگیا ہر ایک حاجت آتی لٹی
 فو حق تھا او سکی سنی آتھا
 گرداوس در ویش کے آکر سہ
 کہہ دیا پاتو نہ سر در ویش کے
 اونکی جانب کو نہ کچھ راغب ہوا
 پیرا و سکو اور سنی مشاہد کیا
 بہہ کہا در ویش سے اپنی پاکباز

اچو خوش ہوا بکس چیز کی
 دیکھا جو درویش نے اس کی تیر
 کر کے اونکی شجر زاری پر نظر
 ایک تھی یہ نفس بد میرا
 شیر کی دو ایک دیکر کہوٹا یہ
 حوض کی یون قحط سی برا کی
 جیسا نکو دو بکھانیکو ملا
 اور کھارو رکھو سب با محن
 دیکھ کر درویش اونکا اضطراب
 ایک ٹمین کر کی اب سب بدر
 کر کے بسم اللہ اب اسی نیکراہ
 کار عقی ہیں کوشش شرط یار
 کو نوجانی سن ذرا یہ بھربان
 سعی و کوشش ہی اونہیں کجا بام
 بی سفر چلنی کی کب ہو راہ طے
 راہ کو کر قطع چل پاؤں اوہٹا
 ہو مسافر کو کھان ابراہم و خواب

حکم کچھ ہم سچا لاوین اسے
 پاس تھی سیریم غلنی کی تین
 یہ کہہ کہا کچھ دودھ لاؤ ہوا گرا
 مالتا ہی دودھ مجھ سی برلا
 تلامین مار نفس کا دول نہ ہمار
 گائین بکری ہو گئی بی دودھ
 شیر انکی خشاک پستان سی چھو
 تنی جو چاہتا آیا ہے بن
 یہ کہہ کہا اونکو کہ میرا دان کار
 او سکودو ہو تم خدا کے نام پر
 سعی کر تو ہوگی امداد اللہ پر
 جہد کوشش کر جو ہی ہو شہیار
 کہتی ہیں کیا سرور ہجرت
 کرتا ہیں جو نفس پانی بہاؤ
 جہد کر چل مشرل مقصودے
 بیہنی کارہ میں کیا سی فائدہ
 ہر گز ہی رہتا ہی اسکو اضطراب

راہ حق دیکھا ہی کیا آسان پار
 راہ لی چل عیش کو دامن کو پہا
 ہی پہہ منزل پر خطر باخا و زار
 یعنی یہ کبڑی او بھنگہ جاکر
 طاق میں کہہ تن ہی تو کبڑی لاؤ
 و رہی منزل بہت رہ میں پڑ
 چاہتا ہی تو جاساں راہ کو
 قطع کر یہ خار رہی تاکہ تو
 و رہی تیشہ تر تن ہو نگار
 یعنی لا ہی تیرے تیشہ بس
 منزل مقصود والا اسد کر
 یعنی یہ جرم دہو ای ذبیوی
 بہر حق تو دل ہی انکو دور کر
 یہ سخن بڑی بیان ہی دہو

جو پڑا ہی تو بیان باون پر
 تانہ او لچکی انسی اندر خار و چار
 جو تو جاگیر و نسی ہو بالکل فکا
 جو بسا تن کو تیری نہ خمی کر
 با دل فارغ تو پہرے راہ پار
 اور بہت ہی جا کا تنوکی جہا
 ماتہ میں لی اپنی تیشہ تیز کو
 حلقہ پہنچی منزل مقصود کو
 راو کدین رہی تھی یہ سنگ خار
 رنگ غیرت کو ہر دہی او ہٹا
 سیر جاو بان بول آگاہ کر
 غیر حق کی ہی تری دل میں بھر
 فخر و غنا ہی اسی مسموم کر
 مال و من نہ ویش کا مجھ ہی تو

قصہ دہنا ایک پہیری کا از نایش اور بد اعتقاد ہے

یاس محمد دنا سیدہ کی گبا

یکہ لیوی امتحان درویش کا

ایک چرواہہ عرض از نسی دہنا

او سکی و نسی کا ارادہ کر سمیا

تا تہہ نہ کہتی ہی تہوں نہ سگمان
ہو کی حاضر سامنی درویش کے
دودہ لی ہوا رناتی اونسی لے گیا
ریوڑ ویکو لے کے سیار کی اعیان
شہرین ہر کے سب داخل ہوئے
دن کئی گز رہی غرضن اس طرح
رفتہ رفتہ شہرین پہر جا بجا
تھا خلاق کی زبان پر یہ کلام
سنی ہی شہادت کی شہر کی کہنا
جاکلی اوس غارت کی زیارت کہی
اوسکا ثانی کوئی عالم میں نہیں
کہے تہہ اولاد اللہ کی با صد التجا
شہ کی آئی سی ہوا درویش کو
فہمیت ہر وزیر و بادشاہ
ہی ملا علی گئی صحبت مثل گت
انکی صوفی سی ہر اک خدایان ہو
ہی تکرار کی یوں و لہن بہر

دودہ کی نہرین ہوا اونسی رن
دودہ لی با اعتقاد حاضر ہو
لہہ ہا دوس غارین جا کر چہا لہ
شہر کے جانب ہو پار و ان
اوس کراہت سی لی حیران
آئی تہی چو ابی و اوس غار پر
اوس کراہت کاہت چو غار ہوا
شاہ نکستی ہو گیا قصہ یہ غام
سب کین و وزیر و نشی پلا
کیونکہ وہ دور میں اسی دور سے
عالم و کالہ لی سلطان ہوا
خیرت یوش میں حاضر ہوا
شغل میں حق کی پہنچ بی گفتار
ہی دریافت سمجھ ہی نکلا راہ
تیر کی بات اونسی دور ہاک رہا
عاجز کی کمر سی شیطان ہوا
کمزور جطر جطر دہرا سہرا

پاس سلطان بنون امیر و مکی بنجا
 صحبت انکی کبر و مخالفت لای ہی
 اس سبب فرماتی ہیں خیر الزمان
 پر بنون جو ہمیشہیں دہم طعام
 جو وی عالم جا امیر و مکی ملنے
 بس فر و انشی بچو ای نو مین
 انقضی شہ عجز و زاری ہی سدا
 بہر تو دو لون عارف و دشمنی خطر
 ہوتی ہوتی پناہ یون سلطان
 سو بکر دلمین کہا دستور کو
 باعث برکات رحمانی ہی یہہ
 اسکی قدمو کی طفیل ای بہر دور
 شہرین ہوا سطح کا فرو جو
 امیر آیا وزیر حسید ہو
 با آدب کی عرض یہہ درویش
 مرد آزادہ تھا وہ مرد خدا
 بولا وہ سن ای دوزیاب محکو کیا

آپ کو انشی بہر صورت بجا
 اور قناعت کا اثر لیجای ہی
 دین حق کی بہن میں یہ عالم
 ساتھ سلطان بنون امیر و مکی تمام
 دین کے بیشک ہو وہ چونکائی
 تاملہا راجہ ہی اسلام و دین
 پاس اوس زویش کی رہی لگا
 ہو گئی آپہن جون شیر و شکر
 خوب جو شہرین عارف چلی
 جو چلی محلو میں عارف خوب ہو
 بسا بہ انوار ربانی ہی یہہ
 رحمت حق ہو و نازل شہر
 زینب شاہی رونق اسلام ہو
 پاس عارف کی با صد گفتگو
 شہرین چلی تو اب کیا خوبی
 بہا گستاہا خلق سہی کو سون سدا
 خلق کے ملنی سی بتلا فاسدا

چکوا بادی سی و پیمانہ پہلا
 ہی موافق طبع و سیراۃ بھی
 طالب الیام نفسانی کی کتاب
 مثنوی حق کا ہون طالب میں
 ہی پہلا حق میں سرگوشہ پیدا
 کہتی ہیں حضرت محمد مصطفیٰ
 اختلاط خلق سی ہی جو بجا
 قائم و حدیث میں ہو و چون قدر
 جیسی کثرت سی بجا یا آپ کو
 وہی روزیر جلیلہ جو بی عرض کے
 کب ہو بجا خلق کو دین خدا
 ہون اگر گوشتہ بکیرستہ رو لیا
 یوں کہا درویش نے ایسی تاخیر
 لیکہ جو بہا بہو ای یا شہید
 چونہ چار ہی میں چہ بہر ایک
 اور صحبت سی پای ہر ضعیف
 بنای اہل و بیای را مخلص

اختلاط خلق سی ہی سلوک بکار
 اور ہر اک طالب اگر اس سے
 میں ہیں ہون اتی اور میرا ادب
 خوب تہائی میں ہو مرضی اذا
 گا و خرمین ہی کا کیا فائدہ
 جو رہتا ہوا وہ آفت سی بجا
 جان پنی کو سنا بہشت ملی گیا
 روشن غی سوز و ہو کتر تہین خیر
 لکات حدیث کا ہوں سلطان و دو
 اگر کثرتی اس طرح گوشہ نہی یا
 رہتا اگر ای میں ہر اک مبتلا
 راہ حق پائی تہیہ کتب خلق خدا
 جو کہا تو فی یہ حق ہی اور بجا
 چاہتی یہ بہر او سکون الصبر
 فی شہ و مات و ہو کو جان سی
 کیا وایر بہر کی تاجرت او
 پنج باری سی میں یا لانی تین

لیکہ مجھ میں مرض کچھ باقی ہی
شکے بولا وہ وزیر ایسی تھی
تارک نہ آیا ہو تم تو بالیقین
خود بخود آئی ہیں ہم بالحق
تیری نفس پاک سی ہی محض بنا
تیری محبت کی ہوئی ہر ہر تمام
سہنی تیری ہو اور مرض سب
میں کچھ فراموشی تمام المیر سلیم
تغیر میں ہو خلافت کو تمام
تم ہی اس پر کچھ عمل اب کچھ
کرتی ہیں کفران نعمت جو کوئی
بولا عارف جا ہی تشنہ جاہ پر
جو کہ جا ہی تجھی وہ آگیاں
ایکٹ اعرض اس طرح ہر
آفرش جاتا جو عارف کی کہیں
بولا بہتر تیری فرحت کی ہی
بعد اس کی جو معلوم وقت ہی

خجستہ

چاہتی پرستہر مجھ کو اس سبب
کس نفسی سی بہت اب کہنا ہی
آپسی ہم پاس تم ہی نہیں
اپنی خدمت میں سی پیر ح
ہو گئی روشن ہمازی جان
عیش دنیا سرو بالکل لاکھام
جھوٹ سی ہو گئی ایک تخت
ہی وہ سب کو غن بہتر الیقین
فائدہ اس اوٹا وین خاص و عام
فیض اپنا چلے سب کو دیکھتے
تیری محبت سی ہوں شاکر و شاکر
جاہ پنا سی پاس کتاب ای ہر
میں بہلا کسو سطلی جاؤں ہاں
عرض کرتی ہو گئی اس کو ہر
بہت وزیر اب یہاں سی لئی کاہن
میں چلو کا شہر میں سلطان کے
وہ کرونگا ستری خاطر جان

ہوا لیا اور پیش ہمراہ چلے گئے
 شاہ نے دیکھا چوہا و سکو دو کھ
 وہ فقیر کی خلاصی کی تھی
 تاکہ یہ اپنے جسم پر کراؤ سکھائی
 پانہر درویش دیوان مستانہ فار
 بی مخا با اس قدر بار کہ شاہ
 بہاگ کر نکلا چھٹ اوں علاقہ
 اوں مکانی شاہ جب باہر ہوا
 شاہ تی جا تا کہ عارف لطفی
 اس کا لپٹے تھے یہ وہ بکر مر
 ازنی میں اسکی نہ تھا فائدہ
 چاہی تھا عارف چہاں آپ کو
 چاہی تھا یہ تو کہ ہو یا فقار
 صدق دسی باہر اہل التجا
 عرض کی ای مشوای مار فان
 کیا کون احسان کا تیری شکر
 خضرنی کشتی جو نوری جو سی

سوئی دولت فار شاہ کبر
 ہوا ہکی آیا واسطی تعظیم کے
 یارنی پتھر لگا سلطان کے
 چوڑی سی سلطان کی ولی
 بار تاتہا بی خطر پتھر ہزار
 بہاگ کہ وہاں سی گیا با دروہ
 حسین سیتا تھا وہ سلطان سی
 حکم سی وہ مکان چھٹ کر
 بار تاتہا مجھو پتھر سلطی
 کیونکہ تھا معلوم او سکوت
 تاکہ اس صدقہ سی دی مجھو بکا
 حکم حق تھا مبتلا نہیں ہو
 اور ہو تاتہا کو زاید اعلیٰ
 اکی شہ عارف کی قد مونبر
 لطف کا تیری کرو نہیں بیان
 جو بین تیری ہزاروں لطف
 تاکہ وہ ظالم کی ماتمونی ہے

اس طرح مجھ کو بھی تو فی حضور فار
 جانا عارف کی کہی حکم خدا
 دلی اپنی بہیر یوں کہنی لگا
 مرضی حق پر ہی رہنا چاہئے
 یعنی خواہش پر خدا کی بر ملا
 مال دنیا گر چہ ہی زہر اور بلا
 و غرض کہتے سے عارف شاہ کی
 شہ فی عارف کی لہی باغ و جام
 ہر طرح کی نعمتیں موجود کی
 ہر بغیر کا جان و راست باز
 عیش و نیا میں تھا ظاہر میں نہا
 پوشتین اور دلق کو پہنی ہوئی
 ایک حجری میں وہ تنہا بیٹھ کر
 باخوشی رکھتا تھا ابر گزری میں و
 کچھ نہ اوس دولت سی حاصل ہاتھی
 گر چہ ہی دنیا بہہ تا خون زلی
 مال دنیا گر چہ ہی زہر اور بلا

کر دیا سو و رطہ قاتل سے پار
 کیا ہی چارہ جب ہوا امر قضا
 مرضی حق سی تو اب پہنا آپہنا
 زہر ہی اک عرصہ چکھنا چاہئے
 چاہتی راضی رہی صبح و مسا
 زہر ہی چکھتی ذرا بہر خدا
 شہر میں آیا نکل کر غار سے
 کر دی تیار محل اور خانقاہ
 واسطی و ریش کی با صد خوشی
 ہو گیا تھا ہر میں اندر عارف پار
 لکھا میں میں تیا وہ بے جدا
 نفس کر تیا ہمار ہر دم ولی
 کرتا تھا یاد خدا شام و صبح
 فقر پر کرتا تھا حکم آپ کو
 فقر و بکریا کرتا تھا سے
 چر ہی مومن کی لہی بہت اعلیٰ
 نکات کر غریب اسکو شکست

نیک کاموں میں اتنا دوسکو صرف کر
 مال دنیا کو بقا گرچہ نہیں پڑ
 واسطی دانا کی دنیا خوشی ہی
 جانتا ہی جو کہ شتر سانب کے
 گرنو مقرر تھیں معلوم نہ پاؤں
 تانہ ہو دی ہتھ اپنی جان ہی
 مال دنیا کی نہ ہرگز گرو جانا
 الغرض مذویش کو رہتی ہو
 دس شہر و سکون کی یوں گزند
 زہر و طاعت میں آیا کچھ بھی نہ
 اپنی یہ رسم شاہ جو ہوتا سوال
 وقت ہفتی کی وہ سلطان ایامی
 الغرض اگن اوسی معمول پر
 اور اوس حال میں وہ پیر ہدا
 گاہان زن جو پہلی آئی تھی
 جو چا عارفی کہ تو کسو سلی
 عرض کی کہ ای سلطان جان

درخت کو کتا سا ہی مر دیا ہے
 خوشی ہی گر خیر ہی اندر کا دین
 اور تافانو کو بلا سلب ہی
 سانب او سکا پار قیام ہی
 سانب کی سنت گردہ تو دینار
 یاد کہ یہ بات سچ پائی لی
 جو تو جاؤی خیر کرنا دینار
 ہو گئی دس لاکھ دس شاہ کی
 پیرا و سیاہی اپنی حال پر
 گر خطا ہرین اوریا میں حق
 ہر نظم ملک یا پیر شکار
 اکی نہایت کرتا اوس درویش کی
 اوسکی زیارت سی ہوا وہ پیر
 یادمین السید کی مشغول تھا
 سامنی ہی دوسرے بار اگنی
 ہی ہی مجھ پس اب تبار مجھی
 تجھے میں چو ہوں رخصت ہونا

یوں کہا چل دور ہوا بی جیا
 تو دعا دی ہی ہر اک کو پر جو وہ
 دور ہو مجھ سی کہیں اب ای بختی
 پاس میری دو تو پہ پہ موجودین
 دور ہو ہانسی تو جلد ای بی جیا
 ہو گئی غائب نظر سے سن پہ نظر
 دیکھتی کھڑے ہو ویکا جدا
 مقتدر مجھ سی ہی ہر چوٹا بڑا
 دیکھتی تقدیر سی ہو کیا سبب
 شاہ رکھتا ہی بہت تو طیم سے
 پڑھ کی پہ لاجل ہوا نشان غل سبب
 جو فضا آوی تو ہو بر عکس کار
 چو کیا چاہے ہی کوی کار زب
 ایلن تقدیر سی ناگاہ یار
 جیتو کی اور محنت بی شمار
 رنج بی حد پایا اور تکلیف سخت
 وائسی ہٹ کر شہ او سی معمول پر

مکھی تیری خدار کہی بجا
 ہو ترابع تو او سی رو رہو
 پوسٹین اور دلوق مجھ پاس ہی
 میں نہیں آیا ہوں تیری داؤدین
 کب تک لگی مجھی بتلا دغا
 او سی فتنہ کا ہوا عارف کو فکر
 مال دولت دنیوی مجھ سے ہلا
 آپسی مجھ کو کرے کیونکر جدا
 تیل کہل سے ہو جدا کس طرح اب
 دیکھتی رسوا کرے کیونکر مجھی
 ہو گا جو حکم خدا سر پہ اب
 ہو وین سبب بے راجل اور زار
 غیب سی کرتا ہی او سا کچھ سبب
 شاہ جنگل کو گیا بہر شکار
 چرلا او سکونہ وہاں او سکونہ
 دل ہوا گرمی ہی شہ کا لخت لخت
 خدمت عارف میں آیا دوڑ کر

گر کے قادیو پیرودہ اور منہ لیس کے
 آیا لہذا گرمی میں گہرا پایا ہوا
 شدت گرمی تھی اور وہ کا نشان
 ایک طرف تکیہ لگا دیوار کا بہ
 شاہ تنہا اور وہ عانت تھا وہ
 تنگ ہوشہ کی شکم پر گر پڑی
 چاہتا تھا اس کی شکم پر سی اوٹھا
 جاگ اوٹھا اکبار کی شہ خواب سے
 دودھ کر جھٹ نکل منہ داخل ہوا
 بولا شخص سے کہ جھٹ آؤی تیر
 اور گرمی آتقل اس کو برلائے
 کیا کیا تھا میں کہو اسکا جبرا
 کیا نکوسی نکاسی بدلا یہ کہو
 جو دیر پہن امسی آگ ہو
 کر کی اپنی لطف و احسان پر نظر
 شاہ بولا تجھو بخشی بخشی جان
 جنہن کر اس سے پہلے ان نکال

پاؤں پر ہونہ دیا سو صدق سی
 اور منہ گاہہ آرام کچھ اوسنے لیا
 کچھ ہوا آسودہ شاہ منہ منہ
 جون منشا تہک کی غافل سودا
 منہ سلطان شملہ از میان
 اوٹھ مہربانی تھی عارفانی جہی
 اک طرف رکھان ہی غافل شاہ
 دیکھا سمسیرنگی دیکھ کے
 پر غصہ سے آگ کا شعلہ بنا
 تاکہ درد ویش کو اس دم سیر
 تاکہ دیکھی فعل کی اپنی سزا
 پاؤں پر کہا تھا سراسر اسکی سکا
 کہنی چھی خنجر جو ہماری قتل کو
 پڑہ کی استغفار یوں شہ تھی کہا
 جان بخشی اسکی کرامی نامور
 چہ تھی لازم ہی کہو کس زبان
 کر کے شہ شہرتی بابر نکال

ہوتی یہ صدق وفای اہل دول
 مت ہونا زان لطف پشہ اعلیٰ کہی
 اعتقاد اہل دولت پر کہی
 ایک ہم بی حقیقت سی وہ شاہ
 دشمن جان ہند اور سکا ہوا
 دل لگا اور شاہ سی ہی بی وفا
 دیکھ کر کہے کہ وہ جرم و گناہ
 چوڑی جو ایسی شاہنشاہ کو
 سو خطا تین کر کے تو آوی جو
 مال دنیا کی ہی ہی بسر و فنا
 جان ستلا اپنی عارف لیگیا
 جو دعا کہا تا وہ اوسکی مکر سے
 زہر تیغ بی دروغ شاہ دون
 کی تھی اونہی اعتیاد مدعی بدر
 جان دشمن اپنی سلامت ملی گیا
 حیف ہی صد حیف امی حبیب کو
 خاص لذت اوسکی جو وقت خطا

وہم سی میں سارے تیرا کیا نکل
 دشمن ہیں یوں شیطان دشمن ولی
 دل بھیجو کوئی سی سی اخوی
 ہو گیا بدظن اونہی مافی آہ
 جسطرح بکریکا ہو وی بہیڑیا
 جو ہزاروں جرم بخشی اور خطا
 وی ہی روزی لطف سی نام و نگاہ
 اوس سے زیادہ بی وقوف کون
 خاص معرکہ گاہ میں اوسکی تو پہر
 دل لگانا اوس کی ہی بیشک خطا
 کیونکہ دنیا پر ایسی ہی دیا
 قتل ہوتا ہوتا سی سلطان سی
 ہوتا عارف بی شہ نہار و زبون
 مال دنیا پر نکلی تھی کچھ نظر
 مکر سی دنیا ہی دون کی وہ بچا
 ہو تو یوں ناراض و غم جو
 ہی آوی وہ زعمہ خم شراب

سنج اپنا شہ تجھی ہر دم کہی
 مت ہوش اس خطا شبہی ہی
 پوچھتا ہی گویا تو اوس شاہ کو
 اللہ ہی کیا اسلام و دین
 جرحہ اک بحر قدم سی نوش کر
 ساقیا آب اکھین ست دیر کر
 عیش کی سامان سب موجود ہیں
 اکھین ہی بہر حق ایک پھر جام

لایا دینا کیلئے
 لایا دینا کیلئے

یہہ دنیا سر کے قود ہوش ہی
 ہر دم اگی شہ کی تو نجدہ کرے
 کچھ نہیں کرتا ہی یاد اللہ کو
 شکر ہی یہہ تو برتبا العلمین
 آیت لا تزلوا در گوش کر
 دل مرا تجھ بن ہو اذیر و زبر
 تجھ بنا پر ساقیا نابو ذہون
 عیش و عشرت جس ہی ہو دینا

اکھین بہر مت لو کہی ہے جو مستوں دنیا کی میں غرق ہیں اسطے خطابی نہا

کیا ہی دنیا منصب دنیا ہی دنیا
 اوس سی آلودہ کنی تو ہی اگر
 روی تبارش نہ دیکھی گا تو جان
 منصب نہیں تو جانتا
 راہ حق سی دور جو تھک کرے
 ہی ہی دنیا سمجھ ای نیک
 مایہ دنیا می اوسکا نام ہے
 یہ نہان ہر وقت خاص عام ہی

گرد مت جا اوسکی تو امی چرتوں
 ماتہ اور منہ اپنی ای نیکو سیر
 ایک سر سہی کہیں اندر جان
 ہی دہ کیا میں لی تو اب چھٹی
 اوہ ڈالی کوئی فرقت میں تجھی
 فی قمار میں تو نصرہ و فرزند وزن
 سر بستہ کامی امتکا کام ہی
 دہر کا پناہ پلائی ہی

واسطی اوس ہر کے تودلع میں آ
 منصب نیامی وہ جینی دیا
 منصب نیامی وہ اسی پرفون
 خوشیج وہ مقبول حسنی یہاں کہو
 اور اس حلواؤ مان سہی قتا
 خوش ہی وہ دانا کہ جو یہاں چور
 مار کر اسیر وہ اپنی پشت پا
 منوی میں مولوی معسوم
 ترک دنیا گیرتا سلطان شوی
 چور دنیا کو کہ تا سلطان ہو تو
 زہر دار و در و درون دنیا چور
 زہر این بار منقش قاتل است
 زہر قاتل ہے یہ مار نقش دار
 زمین سبب و مود شاہ اولیا
 اس سبب کہتی ہیں شاہ اولیا
 حب نیار اس کل خطیتہ
 حب نیاسب خطا و نجا ہی سر

ہو گا تو کب تک خرابی نیامی
 خرمن دین کو تیری بالکل جلا
 اس طرح جینی کیا شجوا زبون
 ہاتھ ہی چھوڑا نہ اپنی دین کو
 مونہہ کو اپنی کچھ نہیں شہرین کیا
 منصب نیامی دو کو سر بسر
 خالدین جون شاہ مردانگی گیا
 نکلتا اک فرما بی ہین سن ای آخی
 ورنہ ہچون جرخ سرگردان
 ورنہ مثل جرخ سرگردان ہو تو
 گر جہ دار و از برون نقش و نگار
 ہی گیرند زوہر اکو عاقل است
 نہا گتی ہیں اسی جو ہین ہوشیار
 ان گزین اولیا و انبیا
 ہین وہ مقبول ولی و انبیا
 ترک دنیا اس کل عبادتہ
 ترک دنیا سر ہی ہر طاعت کا پر

چہرہ دنیا کو جو تہی ہوشیار
 پہلے تو تحصیل میں اوسکی تیار
 بعد اسکی چوڑ کر ہر راہ لے
 اس میں اول تو ہزاروں ملتیں
 اہل دنیا اغرض یہاں دستان
 یا الہی مجھ کو ہی بہر خدا
 حب بصب حب جاہ و حب مال
 حب حب حق حب خدا
 غلبہ کی الفت سہی کر کے مجھ کو دور

عاقلوں پر جان پہرہ مردار ہی
 کہنے محنت اور ذلت بی شمار
 حسرت اور افسوس کے ہمراہ لے
 اور آخر میں ہوں حاصل حسین
 محنت اور حسرت میں ہنگی یگان
 الفت دنیا ہی دوشی رکھ بچا
 و اہلی اپنی مری دل ہی نکال
 مجھ کو اب بہر محمد کر عطا
 ہر دم ہر خطہ تو رکھ اپنی حصہ

اس میں بیان ہی کہ آدمی کو چاہی کہ خلق کی ہمت سے
 کہنے پر خیال کرے موافق حکم خدا رسول کی بھی

اگر تو پہرہ طافق میں خلقت ہی با
 نور ہی جو زبان سی جو چپا
 گو کہ ہو ان تختیں کرا تین ہزار
 گر زمین سی شہانک تو اوڑھی
 ایک کی کو شمس سی ناز بند تو
 جمع ہوں اہل اتفاق آپس میں چپ

بذبان خلق سی چہتا ہی کب
 حق پرست ہو یا کہ ہو وی ہو گیا
 اور ہو گھوڑی پر گر تو نہی ہوا
 پر نہ طوعہ خلق سی ہر گز بھی
 پر نہ بند ہو وی زبان عیب جو
 اہل تقویٰ کی ہدی کرنی ہیں

تو خدا کی بندگی سے ممتد نہ مورا
 چاہی راضی ہو بندہ ہی خدا
 حق سے بداندیش کب آگاہ ہی
 جہٹ سکی ہی انسی کب تو انی کو
 چھوڑنی ہی خلق کب چھوڑا
 جو کوئی گوشتہ کری ہی اختیار
 یوں کہیں اوسکو کہ ہی پہ پکڑو
 اور جو ہو خدہ و خوش ادا
 اور جو کوئی ہو غنی اور کامران
 اور جو کوئی مرد درویش نکو
 یوں کہیں اوسکو جو پہ لاجاہی
 اور جو کوئی کامران تقدیر سے
 خوش کہیں کب تک ہو پہ گنگھی
 اور جو کوئی مفلس و مسکین فقیر
 کہیں حق میں اوسکی کینہ نشان
 یا تہمین و کہیں جو تیری کوئی کار
 اور جو بیکاری کری تو اختیار

۱۰
 ۱۱
 ۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

کہنی دی جو کچھ کہی خلقت کو
 غیر کی راضی و ناراضی ہی کیا
 خلق کی غوغا سی وہ نہ راہ ہی
 گو کری سو حیلہ اور مردانگی
 اگر چہ تیرین کری تو لا کہا
 اختلاط خلق سی رکھتا ہی غار
 آدمی سی بہاگتا ہی مثل دیو
 اوسکو کب جانی پہ نیک اور پار
 اوسکو پولین میں یہ فرعونان
 فقر و فاقہ سی کوئی سختی میں ہو
 اسکی بد بختی کا یہ ادبار ہی
 رتبہ شاہی سی اپنی گرج سی
 ہو خوشی کی بعد آظرنا خوشی
 تنگ دستی سی وہ ہو جاوی امیر
 ہی یہ دون پرور فرمایہ زبان
 سمجھیر چکوس خلیص اور دنیا دار
 سب گدا پیشہ کہیں اور بختہ خوار

اور جو تو باتوں ہو دلیں بختی
 اور جو خاموشی کرشی تو اختیار
 اور کہین نامرد ہو ہو زرد بار
 اور دیری مردمی گزرتو کرے
 اور کم کہا دین کرین طعنہ او
 اور جو خوش خوراک ہوں اور خوش
 بی تکلف ہو جو کسی بالدار
 او سکویون طعنہ کرین یہ بجا
 اور جو گہرا چاہنا وی نقش در
 او سکودین طعنہ کہ اپنی کو خون
 ہو مسافر ہو کو بی غم ہر
 یعنی ہی نگلی بغل میں بہہ پڑا
 اور کرین اہل سفر کو یوں خطاب
 ایسی یہ صاحب نصیب ہوتا اگر
 مرد و زن کو کہیں یوں خریدو
 افد کری گزن کو کہی ہن یوں
 اگر کسی سی بڑ پادی تو کرے

حق حق و بوق بوق سدا کرتا ہی ہے
 نقش دیویری کہین شجوا پکار
 درتہا ہی ہر شخص سی تو زینہار
 چھکو دیوانہ سبب بہہا کہین ہے
 مال و سکا ہی یہ اور وکی لئی
 تن شکم پر زور کہین او سکویہ اس
 بہہ کہ نہایت بالینہ ہری عاز
 ہی بہہ نہ بہتی اور کہیں
 خوش لباس اور خوش وضع ہو
 رکشا ہی ارستہ مثل زنان
 مرد او سکوک کہین اہل سفر
 کس طرح عقل نہ آوی بجا
 بخت برگشتہ پیری ہی بہہ خور
 بہہ تاکوں شہر و شہر و زرد
 اسکی بہہ ہی رہنمائی زمین
 چرگیا دل دلیں بہہی خورکی جو
 یہ کہین غیرت نہیں ہو کچھ اسی

سختی کو بدلتے ہیں کرا تو بلیس
 جو بدو قانع بنان خشک و دلق
 باپ کے جون یہ بے آخر سفلہ مرد
 کون ہی جو زبان سے جو بچا
 جیب نہ چھوٹے ہاتھ ہی حضرت بنی
 ہے خدا بی مثل بے اجاز و جفت
 جو روا بیتا مقرر کر دیا
 پاک ہی وہ ذات اور زوجہ ولد
 کب جتنی کوئی کسی کی مات سے
 کب کوئی بیان جرم مردم سی بچا
 اپنی سنی خلق پرست کر دیان
 گرسنی تو دے یہ میرا یہ بیان

کڑی ۱۱

ہاتھ تیری ہونکی کل کو پیش و پس
 رات دن کرتے ہے او کو طعنہ خلق
 جاگا دنیا سے بعد افسوس درو
 با خوشی گنج سلامت میں رہا
 دشمنوں کے کیا حقیقت اور کی
 کیا کہ ہاتھ سارے او کو امی شکفت
 مریم عیسیٰ کو او کا بر ملا
 لم یلد لم یولد اللہ القم
 مبتلا کو صیر مردم چاہئے
 نیک یا بد برا ہو یا بھلا
 صبر کر کے مجھ سے سن یہ داستان
 خلق کے ہاتھ نے جب پاوی امان

حکایت پوری مرد بوقوف کی

ایک پور مرد تھا بس بے شعور
 ناگہان غم سفر آیا اسے
 ایک کہوری پاس تھی اس پر کے
 تھا پس اس کا پایہ در رکاب

عقل کے غم سی تھا وہ جینی ہی در
 اپنی بیٹے کو چلا ہمراہ لے
 ہو سوار او سپر کیا رستہ کو طنی
 ہر دو باہم در کلام و در خطاب

ایک ہی جو ایک گروہ تہذیب و ان
 خود سوار پنہ کر کے گری طلی اہ کو
 باری باری چاہی ہونا سوار
 پیرنی پیہ بات ہوا وس ہی سہی
 کر دیا گروہی پیر پیٹو کو سوار
 سامنی سہی ایک گروہ او پیر
 پیہ عجب لڑا ہے عقل و شعور
 طفل کو پیہ راکب کر دیا
 راہ طلی اسان کر کے پیر جوان
 پیہ نصیحت جوستی اوس پیرنی
 کر کے دونوں کے پر عیس کا
 سوچی یوں گروہ کو اب تلف و
 اتنی میں اور ایک جماعت گروہ
 اسی شکر رحم کہہ رہے زبان
 جابستی ایک اپہ ہو رہی سوار
 ستم اس بے زبان پر پورا
 لکر کر خن کا سوار ہی بھگودی

یہ کہا ہے کہ ای بوٹھی میان
 رجم بیٹے پرین کرنا ہے تو
 تانہ تو اور دیشا تہک کے زار
 الفت پوری کی دل میں خوش
 خود پیانو ہو لیا زار و نزار
 دیکھ دو سکو مارے طعنہ لگے
 ہے بہ خطی یا کہ مجنون بالضرر
 خود صنعتی میں پایا دو ہو لیا
 پیر ہوا ایک کوس میں بس ناتوان
 طعنہ پہلون کا ہی یاد آیا اوسی
 ایک سیکوئی ہی پر ہوئی دو نو سوار
 ہا کہ پر طعنہ سے اوزیوں کے بحر
 ہشتاد ہشتاد ہشتاد ہشتاد
 ہشتاد ہشتاد کے تو فرما ہو پرمان
 کیا اس عاجز پہ تو لی دو کا بار
 کہ یہی خوالہ پر ہے مملوق خدا
 مہربانی کر تو اس پر رہنے اعلیٰ

چو سنا بود ہی فی پند اولستی بخور
 یسے دو نو پھر تو گنہ گریسی باو تر
 کرئی تیرتی جانی دو نو پانی بیشتر
 اور ایک فرقہ ظاکر بہ ہر نام
 کرتا پرتا پانی آپ وہ پسر
 ہی سواری سنا پتہ موجود انکی مر
 پہلی تو او سکیا بڑا پانی پسر ہی
 کیوں تہین ہوتا سوار ہی پسر
 حیف ہی ہوئی سواری چھوٹ کر
 چھوٹا تان کوئی دینا میں پسر
 اوٹھی ہوں سب کام حیف ہی قصا
 عقل کامل کو ہو حاصل پسر گے
 سیر مردانہ حیران ہی رہا
 چاکے منزل پہ کیا سب کے مقام
 گزشتہ پسر کی غول و فیل
 چکیا پر قول پراستی بہ چل
 کتہا ہی بر کام میں پسر تھان

اولیٰ بین کے نامہ الیٰ تو تیرا میرا اور
 با پیادہ ہو لکی پیر
 اور گھوڑے جانی غالی پس پیشتر
 دیکھا اوس بوڑھے کو با حال ہزار
 اسبب ہی ہزارا ہی کو تو تل سنگر
 بین پیادہ و نو نو و ہشتہ و گرا
 عجب تیرا و سبب یوں کہی لگو
 جانوں ملک سبب با تیری دنیا
 پیر رکھا اپنی اور پیشتر کے سبب
 تیرے سبب ہی اور نہ دیکھا کہ بین
 عقل و ہوش و فکر سبب ہو بین
 فہم و روشن ہو جان مایل تیرے
 اور تیرا ہی ہوئی مشکل ہوا
 اور تیرا وہ بین پیرا با عقل خام
 راہ چلتا لی ملا بہت وہ ملول
 راہ چلتی بین پیرا و سبب خلل
 کام بین او سبب ہون پر سوال و

انورسی جی ہی لب خلق خدا
 خلق کے اچھے بری کہنی ہی تو
 کہنے سنتے پر نکر انکی خیال
 نیک اور بد پر نکر ان کے نظر
 ساقیا اکو غم دنیا و دین
 ہونہ دنیا میں خیال کستا ب
 شغل ہو ہر دم خیال یا رہے
 ہون میں یوں اندر خیال عشق بار

آپ کو انداز تو ایسے بچا
 بیچ و غم میں ڈال متا کہ یو
 کام کر رہی ہو جس سے دوچار
 کام کا جو کام ہے وہ کام کر
 اس سے اس سے تامل میں ہوں فانی
 اور نہ جتنی میں علم اجر و ثواب
 بجز ہوں ہوں اپنی کار و بار کی
 حیرت غرق کے ہو کچھ نہ کار

ایمان بیان خاموشی کا جو بہتر ہی سب خوبیوں و عادتوں انسان کی

لباسی دنیا جان امی صاحب کمال
 کہول کان اور لب کو بند کر مقال
 کہ تو خاموشی کے عادت اختیار
 ہو جی جی گفتگو امی تک پہلے
 خوش نصیب ہو تو میں مردان خدا
 کہ کی خاموشی بہت سی اختیار
 خاموشی بس ہی مقال اہل حال
 بیٹھ جا خاموش ہو کر امی جوان

بہ خوبی بجال تیری قیل و قال
 ہفتہ ہفتہ ماہ و ماہ سال سال
 جس نے ہوئی دل تیرا کچھ شہسوار
 ہو کے وہ زار گردن میں پڑے
 بند کہتی ہیں زبان دینی سدا
 کوئی میں دلی وہ یاد کر دگار
 گر بلا دین لب تو ہو جاتی میں لال
 خاموشی ہو تری نطق و بیان

یون یکا کب تک ای بیفر و ش
 ہوش میں آب بے تو پر خدا
 بیٹہ کر خاموش چھپ پاس ای جوان
 تاکہ معلوم تھکوں زینہ سار
 تہا کہیں اک بادشاہ عالمیاجاب
 شاہ چاہی تھا کہ ہو یہ ذوق فون
 ایک معلم باہر تعظیم کو
 تاکہ اوس سی سیکہ لے پٹا خرو
 چند عرصہ میں غرض اوسکا پس
 حل معلومات چھولات کے
 عقل کامل جو کری کسب کمال
 چند برسوں میں غرض ای نیکنام
 ویکہ کرفضل و کمال او بکا تمام
 لیک وہ ہنرا وہ والا حب
 وصف خاموشی کا تھا اوسنی پڑا
 علم سی دل پڑ تھا لب خاموش تھا
 بادشاہ فی جو کمال اوسکا سنا

مثیل
 حکایت

تو گرفتار در رخ اندر دروغ
 آپ کو گفتار باطل سے بچا
 کان لسی سن ذرا یہہ وستان
 نایزہ او نقص خاموشی کا یار
 اک بیٹا اوسکی ہنایا یہ متاب
 نا و لہجہ اوسکو میں اپنا کردن
 کرو باشت نے مفرنگ خو
 ہر طرح کی علم و فن ای باشعور
 عالم و فاضل ہوا باکر و فر
 بحث مقولات معقولات کے
 ذوق فون دہر ہو ہی لا محال
 ہوگی تحصیل اوسکی اختتام
 کرنا تھا سو آفرین ہر خاص و عام
 کہتا تھا ہر گفتگو سے بندہ لب
 اسکی خاموشی رہا تھا سدا
 مثل دریا زرب لب و رخسار تھا
 پاس اپنی جہٹ لیا اوسکی ظا

میں

باکی جاسون دی شہ کو خبر
 شاہ فی خوش ہو کر ام تمام
 یوں کہا شہ فی پسر میری جان
 ہویش جان اوس سخن سی و دہر
 شاہ فی گرچہ بہت تاکید کے
 غصہ سی بولا وہ شاہ پختہ و
 اوس پسر پسر نہ یوں ہی کہا
 ایک دفعہ وہ جانور بولا تھا جان
 ایک سخن کہتی یہ پانی تہہ
 ایک سخن کہتے یہ کھو غصہ
 بقی بقی بقی بقی میں جو بقی
 تیلی میں پیدا و اب باہوش رہ
 خواہوش رہی قلمی مضبوط تر
 کیوں کہ ان کے ہاتھ میں تیرا
 نامم آئندہ دل و دین میں
 سابقا ہی کہاں تیرا خیال
 کہیں جو غم کی غم موتی لگا

ہر مبارک ایسا بولا پسر
 سامنی اوسکو پلا پلا کلام
 جو کہا تھا توئی کہ غصہ سی جان
 رگیا خاموش لب کو ہند کر
 شاہ فراہ پر نہ کچھ بولا
 بار و اسکو تار پانہ فی عقد و
 کیا یہ تم باتیں نہاتے ہو جدا
 قطع سرو سکا ہوا ویر میں جان
 اسی سخن گوشت تو از روز خرا
 تازیانہ تن یہ سو کہا میں میناب
 و کہتی کیا جان ہوا و سکا و مان
 سو حکایت ترش خاموش رہ
 جدا جی اس قلمی کا ہتھالی مشر
 ہوز بانی کی غنیمت اکثر جان
 از دم خود کار جو دیر ہم مرن
 پتھر زری ہی جان چھو کہ کمال
 جرحہ جرحہ کی ترساتا ہی کیا

زمین مذمت اور برائی اون لوگوں کی ہے کہ ثابت رکھتے
ہیں ظاہر میں ساتھ فقرائے اور باطن پر وہ اٹھتا ہے

کیا ہی دنیا یہ تیرا مثال ہے یہ مقام فقر و غریب و تنگ اس رواجہ پر تیری بخش ظاہرست چون گور کا فرہر خل از برون طعنے زنی بر بائزید ہی ترا ظاہر خیانت سی پیرا اور تیرا اندرون انے پسر رکھتا ہی ظاہر سی تو طعنے دا اور باطن سے تیزی جان ای طبع سن ریا کو آجے کر کے بعید	جہشہن زوار مثال سے ہو وی کب حاصل کسکو دیا محکوم داد کے تویت مثنوی واندرون قہر خدا عز و جل واز درونت تنگ پیدا و فرید جس طرح ہو گور کا فر پر بلا ہے پیرا قہر خدا نے سرسبز بائزید پاک بزمی بچیا سو حیا و تنگ رکھتا ہی بزمی پاک لوگوں کا طریقہ امی طبع
--	---

حکایت حضرت بائزید بسطامی رحمہ اللہ علیہ کے

ایک کوچہ تنگ میں سی بائزید ناگہان انوکھی برابر آگیا جان چک کتی نے کہوئے اپنی لب اپنی دامن بچا یا کئے	جاتے تھے اتنے پان ایک کتابیں آپنی دامن ایسا اوس سے بچا عوض کی اوسنی کہ امی مقبول بن بچے اب اسکا سبب سن لیجئے
---	---

شکست ہون کرین تو کیا کر سکیں پاک
 اور جو دیکھ اپنی اندر غور کر
 سات دیاؤں کی جو ہر دھوکہ کر
 یہ لگی کتنی سے کہنے با یزید
 اگرین اسپین ہم تم دوستی
 عرض کے کہنے نے امی سلطان ہر
 میں ہر مردود او تو مقبول
 دیکھتا ہی مجھ کو کوئی شبہ
 اور تجھے جو دیکھتے ہیں خاص نام
 اور یہ ظاہر ہے کہ میں رکھتا ہنیر
 اور تجھے پاس ایک شکا ہی ہر
 مجھ میں تجھ میں دوستی کس طرح ہو
 رو بڑی سکر کے یہ وہ پاک چین
 کہ کہیو مگر یوں گاہ پرین بی خلل
 پاک لوگوں کا تو دیکھ یہ حال ہے
 میری نالی کوئی عالم میں نہیں
 اور حقیقت میں ہی یہ حال آج

اور جو بد بول ہیں وہی میں ہر پاک
 وہ جانتا نہیں ہے اسی با سیر
 پاک کب پر دوسرا کو ای بہر دور
 تیرا ظاہر یہاں ملن ہے پیو
 خوب گذری گی ہم میری تیری
 دوستی کے میں تیری قابل نہیں
 تیری میری اب کہو لیونکر سب سے
 دور سے مارے ہے پھر کے خطر
 کرتے ہیں قلعہ پرم نجد اور سلام
 کچھ ذخیرہ وقت اگیگا کہ میں
 آرو گندم کا اسی مرد خدا
 میں پیدا اور تو ہی پاک امی نیکو
 و امی میں کس کے بھی قابل نہیں
 قابل درگاہ حضرت علم نزل
 اور یوں تیرا حیدت اب قال ہے
 عالم و راہ و لی اور پاک چین
 جس سے شریفان ہی انان چاہی

دست پر تبسم و رول گاہ و خر
 ماتہ میں تبسم و دل غین گاہ و خر
 ماتہ سی اس سبجہ کو تو دور کر
 پہنکدی اس جنبہ ناپاک کو
 ظاہر اور باطن تیرا اگر ایک ہو
 مختلف ہو ظاہر اور باطن اگر
 تو بے ای ادا داب غی کے لئے
 ہی خود بین جب تک بخودی تو
 خود ہی تو کسکے کو ہی ہی ستجو
 آگہو اپنے میں اول دیکھ لے
 معرفت پیدا ست اعرفان خویش
 ساقیا وہ بخودی کا جام دی
 اچکو کو محرمون در حسن یار
 نام عین و رسم و شمار اپنا سب

ایچنین تبسم کے داد و اثر
 ایسی کب تبسم رکھتے ہے اثر
 ذکر دلبر سے تو دل مہور کر
 اور عصا و شانہ و مسواک ہو
 پاوی بیشک بپ تو حق اللہ کو
 تیرا ہو جاوی جہنم میں فقر
 بخودی میں آخودی کو چھوڑ کر
 ہو تو بخود پھر تو خود ہی ہو پھر
 تو حجاب اپنا ہو ہے آپ تو
 غیر کو ترک مل اوس یار سے
 گر شناسی خویش را گشتی ز خویش
 جس سے میں اپنی میں اکون ایسر
 محو اندر محو ہوں میں زینہ ہمار
 ہوتا اندر فنا ایک لخت اب

اس میں بیان ہے کہ خدا تعالیٰ کو صرف خدا کی کیوں سے
 بوجے نہ طمع جنت کے لئے اور نہ خوف دوزخ سے

لیا ہے دنیا جان امی نیکو سرت
 یہ عبادت ہے تیری بہر بہشت

اسی ہی نزدیک اہل دل مقرب
 یعنی مزدوری عبادت پر پہا
 جا حدیث ماعبدالک امی پسر
 بیٹے فرماتے ہیں یوں شاہ علم
 اسی خدائی خالق ہندو و جہان
 پوجنا ہوں اب نہ تجھ کو اسلئے
 پوجنا ہوں تجھ کو ترے واسطے
 جب نیا یا میں کہیں تیری سوا
 بس میں پوجا تجھ کو کیا جان کر
 لیتے ہے طاعت پر اجرت گہرہ
 آرزو اجرت کی عملوں پر اگر
 واسطی حق کے ہے کیا ہی پر غفل
 یاد آئی ایک مثال اسپر مجھے

دین گشتا نا جان تو ای بیہر
 ہنگامی حق تعالیٰ سی و مان
 تو کلام مرتضیٰ سے یاد کر
 عاشق حق نائب حضرت بنی
 ہی تو ہی مطلوب محکوب ہر زمان
 طمع جنت یا کہ خوف نار سے
 ہر طرح تیرے رضا مطلوب ہے
 پوجنی کے لائق امی میری خدا
 غیر کے الفت کو کی دل سی بدر
 رکھتی ہی اجرت کی طاعت پر شکوہ
 رکھتا ہی تو ہی بیہ گمراہی تر
 طمع اجرت کی ہی ہی بیہ عل
 ہوش کر کے سن تو اسکو غور سے

حکایت محمود بادشاہ غزنوی اور ایاز غلام کی

کہتے ہیں ایک شخص نے محمود کو
 ہے ایاز نہ کچھ صاحب جمال
 سنستے ہی اس بات کے محمود شاہ

بیہ دیا طعنہ کہ ایسا نہ کو
 جبہ تو عاشق ہی یوں ناب باطل
 اوں سے یوں کہتی لگا اسی نکیر

اور کئی نویں نیک پر یہ بات میں پیدا
 اٹھتا ہے ایک دن کہ جانا تھا وہو شاہ
 اپنے اور کے تھے چار سے پہر سے
 اور نانا کہا کے شوکر ایک شہر
 گرتے ہے اور ناز و شک کی اسی نیک
 ہو گئے ایک لخت زمان اور اس کے بعد
 دیکھا اس حال کو مجھ و شاہ
 سنتی ہے یہ حکم جو میرا ہے
 چھوڑنے کو ہے ایک بار وہ سوار
 اور نہ ہوا نہ کوئے شاہ کے
 دیکھ کر سلطان بولا یا ہے آیا
 عرض کی اور نے کہ اسی سلطان میں
 تیری خدمت میں چلا آیا ہوں میں
 دوسرے کو اب تیری خدمت میں
 قریب سلطان ہو حاصل ہے
 ہے طریقت کے خلاف اب پر کہ بار
 اوس کے زیادہ کون ہی بس بی ادب

اور شاہی ایک نیک مرد کا
 ایک کو چھ نیک کو باغ و جاہ
 جتنا ایک صندوق اور نو سو روپے
 اوس گلی میں گر پڑا اسی بہرور
 ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے صندوق کے
 لعل و یاقوت و زمرد و سیم و زبر
 لوتی کا حکم دیکھ جلد یا
 ایک ایک سب لوتی پر پڑ گئے
 لوتی پر پڑ گئے جیسے اختیار
 دیکھا پر ایک آیا اسی نیک کے
 توتی ہی لوتا ہے کہ کچھ چھ ہے راز
 ہے کہ اس لوٹ سے لوتا نہیں
 جس کے سب نعمت اوس لایا ہوں میں
 کچھ نہیں حاصل کیا نعمت سی میں
 چھوڑا ویکو پر وہ کیوں نعمت کوئی
 غیر حق کو حق سے مانگی زمینہار
 جو سوا حق کے کری حق سے طلب

نفس پروری وہ جو کہی نظر
 تہ کوڑا ہے عبادت نے شمار
 نفس کے خواہش سے کرتا ہی ضرور
 خواہشات نفس میں پہرے کے سب
 کہتا ہی پوچھن ہون میں اللہ کو
 ابر عابد چاہی طاعت پر اگر
 اجر بربک تک تو ہے امیدوار
 اوستی فضل و لطف سے تجھ کو فتا
 باوجود المودگی کے قدیرا
 اور اس قدر تیری ہی نیک بے
 ساقیا دہی وہ جام بے قرار
 ہوں میں یوں دنیا میں دن سی بھیر
 حلاۃ اپنی شکر لطف و جمال

دوست سی جو دوست کے احسان پر
 واسطے حق کے کب ہی ایسا بکار
 یعنی پہر جنت و حور و قصر
 زہد کے پروہ میں کرتا ہے طلب
 خواہشات نفس کو پوجی ہے تو
 ہے وہ طاعت گر سمجھ اپنی بھیر
 بہتر اس سے اج کیا چاہے گایا
 اپنے خدمت کے لئے پیدا کیا
 اپنی قدرت سی فرین کر دیا
 خلعت عرفان کیا آریست
 جس سے ہوں میں حور اندر کو بار
 نے امید غلط نے خوف و مبقر
 دوزخ بکھو ہے چور ات جمال

اس میں بیان ہی شوق چور نے کا ماسوا کے اور شایق ہو تا
 طرف شراب چور کے مراد اوستی محبت الہی ہے

غیر صالح اور قضا میری ہوئے
 تاکہ پہچانوں میں اپنی وقت کو
 امی ندیم اب پہر حق اوستی تو ہے
 راہگان گذرا ہی جو امی نیک جو

کر عطا بہ خدا ایک پہر کے جام
 ہے خوشی کے در کے وہ شیک علیہ
 اور رہا کر ساقیا روا حکو
 اور چوڑا جلدی خدا کے وہ پہر
 اس شراب آباد ویران میں
 نے تو محکو نفع غلوت سنی ملا
 ویر و کعبہ میں پہر سراتا
 اب بہت ہیں ہوں میں ساقیا
 بس شراب بخود محکو پلا
 وہ جو عالم ہے اس عالم سوا
 ایک عالم جا ہوں اس عالم سی
 تاکہ ہوں مقصود و دلی بہر
 آہ و مالہ شور و غل الیسا کرو
 وہ شراب اب ساقیا محکو تو در
 اُنہی موسیٰ سی ایک شعلہ ہی بار
 طور ہی اوس نور کا سینہ میرا
 پس بلا کر کے وہ محکو شراب

اوس شراب پاک سی امی ٹینام
 اوس کسمت رکہہ بہر حق محکو عید
 قیدی رنج و الم کے بند تو
 تن بند کو رنج و غم کے قیدی سے
 خالق و مدد سے دل و تہا
 اور کچھ اب تیر سے حاصل ہوا
 نے ملا مقصود نول کا کچھ پتا
 ہو میری مشکل کا تو مشکل کشا
 قیدی سی تا یہاں کے دل چوٹی مرا
 ہے قیدی درکار محکو ساقیا
 ہوں زالا اس سے اوس عالم کا
 خاک و ابل و ہستی موسوم پر
 خلق میں ایک شمسائیر پاکر و
 استخوان کہنہ کو جو زندہ کر دے
 اوس شراب پاک کا نور آشکا
 خم ہی اوس کا قلب اپنا ای قفا
 میں ہے بہت آدمی و بہر عہد شباب

ہو وہ ایسی جو پئی اوس ذرا
 اوٹھ کہن بہر خدا ہو جلوہ گر
 ماہ ہی اوس ستارہ چپ گئے
 مڑیا کچھ کہہ کہہ میری بقا
 عیش بنی عیش میرا مہر با
 نریاں کچھ پار کی باتوں ہی
 دور کر جیسی اب ایام فراق
 باد و فانی ہی تو اوٹھ کر مڑ با
 تاکہ ہوں ہم برہ سب امی شکام
 آہ کب تک میں کروں آہ و فغان
 آہ و اویلا دینا حسرتا
 پہننا محکو وہ نظم مستطاب
 عیر سب گزری میری و قیل قال
 مڑ با اب بہر حق اوٹھ تو سہنے
 بہر کوئی شکر خجہ جھکو سنا
 او کہہ کوئی تو بیت منہوی
 لکھو زنی چون حکایت میکند

دو جہاں کی قیدی وہ ہو رہا
 صبح ہوتی آئی اب مت دیر کر
 اور صد امی مرغ ہی کرنی لگر
 رایگان گزری ہی در رخ و بلا
 بے غنا کے کچھ غنا جھکو سنا
 دل میرا اوس بن ہی غم میں مبتلا
 ہو گئی طاقت میری دو بیس طاق
 جھکو شعا عرب سی کچھ سنا
 عیش و عشرت خط و کیفیت تمام
 ایک ہی سنتا بہن وہ جان جان
 حسرتا حسرتا حسرتا
 جو کھی ہتی میں در ایام شباب
 اپنی غفلت سی ہوا میں پایاں
 کچھ ہی اب طاقت بہن محکور ہر
 تاکہ دل قید الم سی ہو رہا
 از حکیم مولوی - منہوی
 و از حدیث ہاشکایت میکند

شہزادہ کی شہنشاہی صاحب نفس
 فی سبب من شہنشاہ صاحب نفس
 ہو مخدوم او پتہ کہین اسی ہرہ و
 وہ کوئی نعمت سنا اسی نیک خو
 دل ہر افاضل ہے اپنے حال سے
 بندائیں میں پڑا ہے من اور پڑ
 او کیسا ہے کہ ہوا میں سے سوا
 ہر ہر گمراہ ہوا اسی حیکم
 اسی مہی غفلت سے ہر ہر متل شہزاد
 ایک مدت گزری ہی اسی
 فیقہا ماری میں کافر ہر ظلا
 ابے بی ای ایہ او تو ہر خدا
 غیر و لہ کو تو دیکھئے اور کون
 ماسوا دل رکے دل میں جو ہی ہے
 فیقہا ہر خصل ہو ہوا و حب غیر
 ہر سکل جتنا انہیں دل سے نکال
 دل میں جتنا تیری حب غیر ہے

کہ جہاوی مالک شہنشاہت کس
 کیونکہ جامد سے کہئے مالک سے
 سبب پراگت ہے اسی کا ہر
 خواب و غورسی تاکہ دل بیدار ہو
 ہی سہا مشغول قبل و قال سے
 چلے بے پتے قابل ہے ہر
 کیسے پامین ہر لی خصل ہو ہوا
 اپنی گمراہی سے ہوا لہذا ہر
 آپ کی ہی کچھ ہیں رکشا ہر
 ہی یہ تجا میں یوں گوشہ بھین
 دین اور اس نام ہر اسکل سارا
 خواب غفلت سی ورا کو جو رک جا
 جلوہ و کبر سے دل منور ہر
 ہی وہی شہنشاہ تیرا جان سے
 سب یہ تجا تیری میں اور ویر
 اپنی دل سے تو ہر ہر مہم مقال
 دل میں سکتا تو اپنی یا لہ سے

غیر سے ہی پیرا و سکوی جوان غیر سے تو گہر کو خالی جلد کہ ہو کی تو خاموش قبل قاتل سے الغرض امداد تو اپنی کتاب سال سے تہی ہوئی جب ختم یار جب ہوئی یہہ منتوی یار و نام	غیر ہو جس گہر میں ہوا سجا کہاں نور دلبرتا ہوا و سہیں جلوہ گر ہو خبر دار اب تو اپنی حال سے ختم کروا لند ا علم بال صواب یکہزار و دو صد و شصت و چہار ۱۲۶۲ رکھد یا اسکا غذا می روح نام
---	--

خاتمہ الکتاب

بعد اسکی سن لو اب یادستان شاعر سیی مجکو کچھ بہر انہیں چاہتو مقصود دل اوس بیکر شاعر سیی کچھ نہیں ہی مجکو کام سنگے یہہ زیادہ ہو عشق عاشقان شاخ و نشی کچھ نہیں ہی التجا جو کہ دیکھیں آسمین کچھ سہو خطا کر کے اپنی لطف و احسان نظر	کر دیا ہی یہہ جو کچھ مینی بیان علم نظم و نثر ہی رکھتا نہیں ہی نہ مطلب خوبی اشعار سی چاہتا ہوں یہہ کہ ہو جا فیض نام اور ہو جا دور فسق فاسقان عوض ہی اہل صفا سی پر ذرا دین بنا اپنی کرم سی بر ملا اسمین دین اصلاح بی خون و خطر
---	---

تمام شد

الحمد للہ کہ نسخہ ہذا در مطبعہ خورشید جہاں تاب محمد زکریا باہتمام شیخ رحم علی تبارخ ۱۲۹۲ جادی الاول سنہ ۱۳۹۲

تقریباً منظوم طبع اور محمد خان صاحب غریب تخلص بہار پور

حد خالق کی ہی خدای روح
حد کس طرح کر سکے کوئی
مجھ سے ہو مصطفیٰ کی کیا تعریف
جس کا ہذا ج کس پر یا ہو سک
نام ادا و لب پیر آتا ہے
واہ وا کیا یہ نام شیرین ہی
ابن الکا و طیف ہی یہ نام
جسے یہ نام ایک بار لیا
جبکہ ادا فرسی سلیے اللہ
جن بشر کا یہ بہتسم سامی ہو
گو ہر درج معرفت ہیں آپ
پیشوا آپ ہیں طریقت کے
شاہ عالم فقیر پیر دان ہیں
رات اذکار میں گزرتی ہیں
شبی وقت ہیں جنید زمان
سز و باغ کرامت و اعزاز

قوت جان کیوں نہ پای روح
جب کہیں مصطفیٰ ہی لا احوی
او کی کرتا ہی خود خدا تعریف
وصف اور سکا بشری کیا ہو سک
لب ہی لب اپنا چکا جاتا ہے
لب بان منہ تمام شہساز ہی
حق تو یہ ہی لطیف ہی یہ نام
بیٹھی میدان صاف مار لیا
کیوں نہ نام آپ کا دلخواہ
کیوں نہ نام آور و نہیں نامی ہو
اختر برج معرفت ہیں آپ
مقتدا آپ ہیں حقیقت کے
واہ کس پر جب آپ دشمنان ہیں
ہر سخن جان و دل کو دلاتی ہیں
دلبر خلق و عاشق رحمان
ہیں کرامات الہی و عجاز

ایسا رتبہ خدائی بخشا ہے
صوفی صاف دل صفا طینت
تابع حکم شرع و دین رسول
دل کو بہائی نہ جب کویت بند
کر گئی آپ ہند سے ہجرت
جسکو پیاری نہی ہے عشق ہوا
یا الہی ہمیں ہی پہونچا دی
دل میں وہ شوق وصل پیدا ہو
وہاں ہی لوگوں نہ صورت ادا
جی میں رکھہ ذکر شوق شاہ عرب
دھت امداد کبہ خدا کی لئی
مولوی حاجی حافظ قرآن
ہیں عرب میں پر بند تک ہر دم
ہی در کائنات معرفت وہ بشر
طالب حق کو یہ بشارت ہو
ایا قطرہ تو بنگیا دریا
مور غیرت وہ نہ لیماں ہو

سرفلاک پاؤں پر چکاتا ہے
حاجی دین و ماحی بدعت
کیوں نہوں رہتی ہیں قرین ہول
گری نظر و سب زیب و زینت بند
دیکھتی فیض الفت حضرت
وہ مدینہ میں ایک دن پہونچا یا
زمہ کی مین مدینا دکھلا دی
اوڑکی جاؤں ابھی مدینہ کو
مرکی ہی میں نہوں وہیں لٹاؤ
ای غریب اور لکھنا ہی مطلب
جی میں رکھہ شوق مضطفا کی لئی
اونکی رہتی بیان ہوں مجھ کیان
فیض پاتا ہی اونسی اک عالم
قوت جان معرفت وہ بشر
دل ہی حاضر ہوا وکی بیعت کو
ریشک خورشید ہو گیا ڈیرا
جو بشر ای بیان وہ انشان ہو

حاضری سی جو ہو کوئی معذور
یہ کتابیں انیس خلوت ہیں
نقد جانشی خریدنا انکار
آپنی کین کتابیں وہ تعین
اوٹین سے اک کتاب بیضی ہار
مستم او سکی ہیں جو رسم ملی
کی جو چہ فکر میں نے سر کو چکا
ہی وہ مقبول جان غدا یی روح

دیکھی اونکی کتابوں ہی کو فر
حضر شاہ راہ وحدت ہو
میری نزدیک مفت کا سود
ہیں جو مطبوع طبع خود و لیل
چھپکی اس مطبع میں ہوئی تالیف
جھسی تاریخ ختم کی چاہی
آئی گتو میں حریت ہنوتہ کا
ہی قبول چنان غدا یی روح

ایضامہ سلمہ

جب ہو ی تیار چھپائی غریب
بولالفت لکھ سراسر ادا سی

مینی اسکی ختم کا چاہا حساب
چاہی کیا علم تصوف میں کتاب

قطع تاریخ طبع اوشیخ حبیب حسن امپوری
فکر میں تاریخ متبیین صیت
بولالفت جی لگا کر اس طرح

حکم بالفضل
خوب ہی علم تصوف میں کتاب

نامہ شہ